Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱۰ر

یوم سہ شنبہ ۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

جلد ۹/۴۴ ۔ یکم نبوت ۱۳۳۴ھش ۔ یکم نومبر ۱۹۵۵ء ۔ نمبر ۲۵۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳۱ اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا۔

"آج کمزوری محسوس ہو رہی ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں :

— گذشتہ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی صحت کے لئے احباب کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ نیز تحریک جدید کے وعدے جلد سے جلد اضافے کے ساتھ کرنے کی تلقین فرمائی۔ مفصل خطبہ جمعہ انشاءاللہ بہت جلد شائع کر دیا جائے گا :

محترم صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم۔اے سابق مبلغ امریکہ انتقال فرما گئے

ایک کامیاب مبلغ اسلام اور احمدیت کا ایک مخلص اور انتھک خادم رخصت ہو گیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ربوہ ۳۱ اکتوبر۔ دلی رنج اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع احباب تک پہنچائی جاتی ہے کہ کل ساڑھے تین بجے بعد دوپہر محترم صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی ایم۔اے سابق مبلغ امریکہ وحال ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اس دنیائے فانی سے رحلت فرما کر محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ اور اس طرح تبلیغِ اسلام کے میدان کا ایک کامیاب اور بہادر سپاہی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک قدیم مخلص اور انتھک خادم ہم سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم صوفی صاحب مرحوم سلسلہ کے ان ممتاز اور قدیم مبلغین میں سے تھے جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام میں اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کی۔ اور پھر نہایت اخلاص ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ مرتے دم تک اپنے اس عہد کو نبھایا۔ آپ کم وبیش بیس برس تک امریکہ ایسے اہم ملک میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے متعین رہے۔ جب آپ وہاں تشریف لے گئے۔ تو ہمارا تبلیغی مشن بالکل ابتدائی حالت میں تھا۔ یہ آپ ہی کی شبانہ روز سعی کا نتیجہ تھا کہ باوجود سخت مشکلات کے یہ مشن مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہوا۔ ملک کے طول و عرض میں کئی نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ سینکڑوں سعید روحوں نے اسلام قبول کیا۔ جماعتوں کی تنظیم اور تعلیم و تربیت کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ مبذول فرمائی۔ پھر رسالہ مسلم سن رائز کے ذریعہ جو ایک لمبا عرصہ آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ امریکہ اور یورپ کے اعلیٰ علمی طبقوں میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔

محترم صوفی صاحب بنگال کے ایک علم دوست خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد قاری نعیم الدین صاحب بھی احمدی تھے۔ اور آخری ایام میں قادیان تشریف لے آئے تھے۔ ایف۔ اے تک تعلیم آپ نے راجشاہی کالج میں حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے آپ نے بی۔ اے کیا۔ بعد ازاں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر دنیوی ترقیات کے بہت سے امکانات حاصل ہونے کے باوجود آپ نے اپنی زندگی اسلام اور سلسلے کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ شروع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دگھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے تعلیم الاسلام سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا۔ بعد ازاں ۱۹۲۸ء میں حضور کے حکم پر آپ تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ تشریف لے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ واپس تشریف لائے اور ۱۹۳۷ء میں مع اہلیہ محترمہ پھر امریکہ تشریف لے گئے۔ اور ۱۹۴۷ء تک وہاں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ واپس تشریف لائے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کی ٹانگ پر ایک پھوڑا نمودار ہوا۔ جس نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اور اس کے نتیجہ میں آپ کی ایک ٹانگ کاٹنی پڑی۔ بیماری اور دیگر صبر آزما حالات کے باوجود آپ کی ہمیشہ یہ دلی خواہش رہی کہ مرتے دم تک خدمتِ دین کی توفیق ملتی رہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری فرمائی۔ دسمبر ۱۹۵۱ء سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اس وقت سے لے کر

(باقی صفحہ ۴ پر)

جماعت احمدیہ کراچی کی شاندار اور قابل تقلید قربانی

نئے مشن کے اجراء کے لئے ۳۰۰۰ روپے کی پیشکش

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے ذریعہ جو نیا مشن (ناروے ۔ سویڈن) کھولنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کراچی نے مبلغ ۳۰۰۰ روپے کا حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالےٰ جماعت کراچی کے لئے ان کی یہ قربانی باعثِ برکت اور مزید قربانیوں کا پیش خیمہ بنائے :

احباب مبلغین اسلام کو دعاؤں کے ساتھ الوداع کہیں

مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل قافلہ یکم نومبر بروز منگل ربوہ سے بیرونی ممالک کے لئے صبح ½۴ بجے کی گاڑی براستہ سرگودھا کراچی روانہ ہوگا۔ احباب بروقت ریلوے سٹیشن پر تشریف لا کر اپنی دعاؤں کے ساتھ قافلہ کو الوداع کہیں۔

(۱) چوہدری عطاء اللہ صاحب مبلغ برائے ڈچ گی آنا
(۲) اہلیہ صاحبہ مولوی غلام احمد صاحب بشیر معہ بچگان برائے ہالینڈ
(۳) رحیم بخش صاحب برائے ڈچ گی آنا
(۴) عارف نعیم صاحب معہ بیوی بچگان برائے لنڈن

قصور میں جماعت احمدیہ کا امدادی کام

سیلاب سے تباہ شدہ لوگوں کی امداد کی گئی۔ ہزار ہزار آدمی روزانہ لنگر سے کھانا کھاتے رہے

سیلاب کی تباہیوں سے جو کچھ دنیا پر گزری۔ اس کا نقشہ الفاظ میں کھینچنا مشکل ہے۔ قصور اور اسکے مضافات کا یہ عالم تھا کہ دریائے ستلج اور نالہ روہی کا پانی تا حدِ نظر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ عمر رسیدہ لوگوں کا بیان ہے کہ ایسا بھیانک نظارہ کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ ۱۲-۱۳ میل کا علاقہ زیرِ آب تھا۔ سیلاب گزر جانے کے بعد دیہات اپنے کھنڈرات سے سابقہ آبادیوں کا پتہ دے رہے تھے۔

(باقی ص ۵ پر)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ یکم نومبر ۱۹۵۵ء

تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمادیا ہے۔ حضور کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"اب میں تحریک جدید کے چندہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ چونکہ میں کمزور ہوں۔ اس لئے میں اس چندہ کے متعلق کوئی لمبی تقریر نہیں کرسکتا۔ اس چندہ کی تحریک ہر سال نومبر کے آخر میں کی جاتی ہے۔ لیکن اس دفعہ نومبر کی بجائے میں آج ہی اس کی تحریک کردیتا ہوں۔ میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ تحریک جدید کے وعدے لینے کے ذمہ وار ہر جماعت کے امیر اور صوبائی امیر ہیں۔ .... میں ہر جماعت کے امیر کے ذمہ یہ بات لگاتا ہوں۔ کہ وہ دفتر سے اپنی جماعت کے پچھلے سال کے وعدوں کی لسٹ لے لے۔ اور کوشش کرے کہ اس سال کے وعدے پچھلے سال سے زیادہ ہوں اور مجھے اطلاع بھجوائے کہ انہوں نے پچھلے سال کے وعدوں پر کس قدر زیادتی سے نئے سال کے وعدے لکھوائے ہیں۔ کام چونکہ وسیع ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس سال چندہ تحریک جدید پچھلے سال سے ڈیوڑھا ہو۔ تم کہوگے کہ ڈیوڑھا چندہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ میں کہوں گا کہ تم ڈیوڑھے ہو جاؤ۔ تو چندہ بھی ڈیوڑھا ہوسکتا ہے۔" (الفضل مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۳)

حضور نے اس مختصر اعلان میں دو باتیں ایسی فرمائی ہیں۔ جو نہایت اہم ہیں۔ اور اگر ان دو باتوں پر عمل کیا جائے۔ تو خاطر خواہ نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ ایک تو حضور نے فرمایا ہے۔ کہ اس سال پچھلے سال کی نسبت ڈیڑھ گنا وعدے ہونے چاہئیں۔ دوسرے حضور نے تحریک جدید کی کامیابی کا بار امرائے جماعت پر براہِ راست ڈالا ہے۔ اگرچہ پہلے بھی امرائے جماعت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ لیکن اس دفعہ حضور نے خاص طور پر امرائے جماعت کو اپنی فرض شناسی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ تحریک جدید کے گذشتہ اعلانات سے احباب پر یہ امر واضح ہوچکا ہوا ہے۔ کہ یہ تحریک وقتی نہیں رہی۔ شروع شروع میں تحریک کی میعاد مقرر کی جاتی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی۔ کہ احباب کو اس عرصہ میں اس کام کا جو تحریک جدید کے ذریعہ سرانجام ہورہا ہے۔ آہستہ آہستہ تصور اور احساس پیدا ہوجائے۔ اب اس تحریک نے اتنا عرصہ جاری رہنے کے بعد واضح کردیا ہے۔ کہ احباب اس کی اہمیت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور چونکہ جو کام اس کے ذریعہ ہورہا ہے وہ بھی دائمی ہے۔ اس لئے یہ تحریک بھی اس وقت تک رہے گی۔ جب تک وہ کام تکمیل نہ پا جائے۔

حضور نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ

"اگر تمہیں بھی یہ خیال آتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی دنیا میں آئے اور گذر گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دنیا میں آئے۔ اور گذر گئے۔ لیکن اسلام کو ماننے والے بھی دنیا میں تھوڑے ہی ہیں۔ تو میں تمہیں کہوں گا۔ کہ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ اگر دنیا کے بسنے والے سب مسلمان ہوتے۔ تو ہمیں اسلام کی خدمت کا موقع کیسے ملتا۔ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ ابھی دنیا میں ایسے لوگ باقی ہیں۔ جنہوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا۔ اب ہم انہیں مسلمان بنائیں گے۔ پس گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ لوگ آتے ہیں اور مرتے ہیں۔ لیکن مومن اپنے ایمان کی وجہ سے ہمیشہ اسلام کی زندگی اور اس کے دوبارہ عروج کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ قدرت ثانیہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ جو لوگ حقیقی ایمان اپنے اندر رکھتے ہوں گے۔ وہ کسی مرحلہ پر بھی مایوس نہیں ہوں گے۔" (روز نامہ الفضل مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۴)

اس سے واضح ہے کہ یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی خدمت ہمارے سپرد کی ہے۔ یہ کام اسلام کی ابتداء سے ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہر زمانہ کی سعید روحوں نے اس سعادت سے اپنا حصہ پایا ہے۔ اب یہ سعادت اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے لئے مخصوص کی ہے۔ ہمیں اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ فیض تو قیامت تک جاری رہے گا۔ اور آنے والی نسلیں بھی اپنا اپنا حصہ سعادت حاصل کریں گی۔ مگر ہماری کتنی بدنصیبی ہوگی۔ اگر ہم اپنی سعادت بھی آنے والی نسلوں کو دے دیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں صاف صاف فرمایا ہے کہ اگر کوئی قوم اس کا کام نہیں کرتی۔ تو وہ ان کی جگہ اوروں کو کھڑا کرتا ہے۔ جو اس کا کام کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا کام تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی آگے آکر کام کرتا ہے۔ لیکن خسارے میں وہی رہتے ہیں۔ کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے چنا ہو۔ مگر وہ امتحان میں ناکام ہوئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولّوا فانّما علیہ ما حمّل وعلیکم ما حمّلتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ (نور ع ۵۵)

یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر جاؤ۔ تو اس (رسول) پر صرف اپنے فرض کی ذمہ داری ہے۔ اور تم پر تمہارے فرض کی ذمہ داری ہے۔ اگر اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤگے۔ ورنہ رسول اللہ پر تو جو ذمہ داری ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ ہمارا پیغام تم کو پہنچا دے۔

اس آیہ کریمہ میں اور اسی مضمون کی دیگر آیات اللہ میں یہی بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کام کرنے کی براہِ راست ذمہ داری ان سعید روحوں پر آتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے کام کے لئے اپنے رسول کے گرد جمع کردیتا ہے۔ اور جو اس کے لئے علیٰ وجہ البصیرت کھڑے ہوتے ہیں۔ اور رسول کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا پیغام من وعن پہنچا دے۔ وہ کوئی اکراہ وجبر استعمال نہیں کرتا۔ کیونکہ اس نے تمہارا فرض تم کو بتا دیا ہے۔ اب اس کی ادائیگی کی ذمہ داری براہِ راست تم پر آگئی ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کا آغاز الٰہی اشارہ سے کیا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے کشادہ دلی اور وسعتِ دست سے اس کا خیر مقدم کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج اسی تحریک کے بل بوتے پر یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ ایشیا اور جزائر میں جابجا اسلامی مشن قائم ہوچکے ہیں۔

اگر محض زمانہ کے حالات کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ اور مسلمانوں کی تبلیغ سے انتہائی غفلت کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو یہ کام عظیم کام ہے۔ جو ایک غریب جماعت کے زندہ دل افراد اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے اس دعوےٰ کے مقابلہ میں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ یہ کام ابھی ابتدائی مراحل ہی میں ہے۔ اور تحریک جدید بھی اپنی طفولیت کے منازل طے کررہی ہے۔

سچ تو یہ ہے۔ کہ جو کام ہوا ہے۔ وہ کام کی وسعت کے مقابلہ میں ابھی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تحریک جدید بھی عالم شباب پر نہیں آئی۔ جوں جوں یہ تحریک مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائیگی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ اور یہ کام اور یہ تحریک اس قدر وسیع ہوں گے۔ کہ اس وقت اس کا تصور بھی کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ اور ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ تحریک جدید میں چندہ دینا ایسا ہی ہوجائیگا۔ جیسا کہ ہم کسی فقیر کو ایک پیسہ دے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے السابقون کے لئے اپنی خاص رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ آج کا ایک پیسہ دینا آج سے پچاس سال کے بعد ایک ہزار روپیہ دینے کے برابر ہے۔ اسی طرح جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی کام میں ایک پیسہ کی امداد آج کی کم سے کم ایک ہزار روپیہ کی امداد کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہم نے صرف ایک تصور دلانے کے لئے کہا ہے۔ ورنہ رحمتوں کا حقیقی معیار اور پیمانہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر یہ بات واضح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے السابقون کے لئے خاص رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس لئے ہمیں چاہیئے۔ کہ ایسے یمن وسعادت کے زمانہ میں ایک ایک لمحہ سے فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی سالوں پیچھے ڈال سکتی ہے۔

دعوت عصرانہ

۱۸ اکتوبر کو نیو کشمیر ہوٹل کراچی میں مسٹر محمد عمر بشیر احمد جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ ڈھاکہ و مسٹر محمد سلیمان فنانشل سکرٹری جماعت احمدیہ ڈھاکہ نے مسٹر عبد المجید صاحب (جو کہ حال ہی میں یورپ سے تشریف لائے ہیں۔ اور انہوں نے وہاں پر ہی احمدیت قبول کی ہے) کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کراچی کے بعض احباب نے بھی شرکت کی۔

— جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۵۴ء کے مبارک اجتماع میں —

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت سے خطاب

ستائیس (۲۷) اہم مقامات پر لائبریریاں قائم کرنے کا فیصلہ

کوئی شہر قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس میں ہماری مسجد نہ ہو

— فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ء —

— قسط ہفتم —

یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پر نظرثانی نہیں فرما سکے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل

فرمایا:۔

مَیں نے اس سال یہ سکیم بھی تجویز کی ہے۔ کہ آئندہ ہمیں لٹریچر کی اشاعت کے لئے

لائبریریاں قائم کرنی چاہئیں

میں جماعت کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اب مختلف جگہوں پر جا کے جماعتیں مکان لیں۔ اور لائبریریاں قائم کریں۔ مجھے دعوۃ و تبلیغ نے بتایا ہے۔ کہ انہوں نے ۲۷ جگہ پر لائبریریاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے کتابیں بھی انہوں نے لسٹیں بنا کر مجھے دکھا دی ہیں۔ کہ یہ یہ کتابیں ہم دو دو تین تین چار چار جلدیں وہاں رکھوا دیں گے۔ تاکہ لوگوں کو پڑھنے کے لئے دی جائیں۔ لیکن ہماری جماعتیں تو سینکڑوں جگہوں پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر

جماعتوں میں بیداری

پیدا ہوگی۔ اور وہ مکان لے کر کام شروع کریں گی تو انہیں بہت جلد اس کے فوائد محسوس ہونے شروع ہو جائیں گے۔ زیادہ ضرورت لائبریری کے لئے یہ ہوتی ہے۔ کہ کوئی آدمی کچھ وقت کے لئے وہاں بیٹھے۔ تاکہ وہ لوگوں کو کتابیں پڑھنے کے لئے دے۔ یا اگر گھر پر پڑھنے والے ہوں۔ تو ان کو کتاب اشو (issue) کرنا اور پھر ان سے واپس لے کر لائبریری میں رکھنا یہ کام ہوتا ہے۔ دعوۃ و تبلیغ نے

۲۷ جگہیں

ایسی چنی ہیں جہاں ان کے اچھے مبلغ ہیں۔ بڑے بڑے شہر انہوں نے لے لئے ہیں۔ اسی طرح ضلعوں کے صدر مقام لے لئے ہیں۔ اور یہ تجویز کی ہے کہ ان کا مبلغ روزانہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھا کرے۔ اور لوگوں کو کتابیں اشو (issue) کیا کرے۔ مقامی جماعتوں کے سپرد یہ کام ہوگا۔ کہ وہ کوئی ایسا مکان لیں جس میں لوگ آسکیں۔ اور بیٹھ سکیں۔ ایک یا دو کمرے لے لیں جس میں وہ یہ کام جاری کر سکیں۔ بعض جماعتوں نے تو اپنے مکان بنا لئے ہیں اور بعض جماعتوں نے کرایہ پر لئے ہوئے ہیں۔ یا بعض جگہ پر بعض مخیر احمدی ہوتے ہیں۔ گھر ان کا اچھا کھلا ہوتا ہے۔ جس میں سے وہ ایک دو کمرے دے دیتے ہیں۔ ایک کمرہ میں لائبریری ہوگئی۔ ایک میں بیٹھنے والے اور کتابیں پڑھنے والے بیٹھ گئے۔ مگر ان ۲۷ پر بس نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ جب ہم نے یہ چیز منتظم کی۔ تو جس طرح پہلے ہم نے ایک دو مبلغ بھیجے تھے۔ تو اس ایک دو پر پھر ہم نے بس نہیں کی۔ اس طرح اس کام میں توسیع ہوتی چلی جائے گی۔ یہ تو کسی کو چلانے کے لئے

ایک حکمت ہوتی ہے۔

بچے کو جب چلاتے ہیں تو کہتے ہیں اچھا ایک قدم۔ ایک قدم اور ایک قدم چلاتے چلاتے پھر اسے پہاڑوں پر چڑھاتے ہیں۔ اور میدانوں میں دوڑاتے ہیں۔ اسی طرح یہ ۲۷ لائبریریاں نہیں ہیں۔ یہ درحقیقت تمہارے لئے ایسی ہی ہیں جیسے ۲۷ بسکٹ تم کو دکھائے جا رہے ہیں جس طرح بچوں کو دکھائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنا قدم اٹھائیں۔ یہ ۲۷ لائبریریاں پیش خیمہ ہوں گی اور ہونی چاہئیں ۲۷ ہزار نہیں ۲۷ لاکھ لائبریریوں کا جن کے ذریعہ سے

احمدیت اور اسلام کی تعلیم

لوگوں کو پہونچائی جا سکے۔ لوگ اپنے گھروں میں جس طرح آرام سے کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح مبلغ کے پاس نہیں آسکتے۔ مبلغ کے پاس تو کبھی مہینہ میں ایک دفعہ موقعہ مل گیا تو آگئے۔ لیکن کتاب تو بعض ایسے اچھے پڑھنے والے ہوتے ہیں کہ تیسرے چوتھے دن پڑھ کر ختم کر سکتے ہیں۔ پس جماعتوں کو چاہیئے کہ جہاں جہاں بھی مرکزی جماعتیں ہیں وہ اپنی اپنی جگہوں پر کسی مکان کا انتظام کریں۔ اور پھر دعوۃ و تبلیغ سے اصرار کریں کہ وہ ان کے لئے

لٹریچر مہیا کرے

لیکن یہ لٹریچر وہیں مہیا کیا جائے گا جہاں ہمارا مبلغ ہوگا۔ یا مبلغ کی جگہ پر کوئی اچھا کارکن ہوگا جس کی جماعت ضمانت دے کہ یہ کتابوں کو سنبھال کر رکھے گا ضائع نہیں کرے گا۔ لیکن جو ضلعوار جماعتیں نہیں ہیں۔ اگر ان میں بھی جوش ہے۔ اور اخلاص ہے۔ اور وہ بھی اس قسم کے مکان کا انتظام کر سکتی ہیں اور آدمیوں کا انتظام کر سکتی ہیں۔ تو ان کے اس یقین دلانے پر میں محکمہ کے پاس ان کی سفارش کروں گا۔ کہ وہ ان کی جگہ پر بھی لائبریری قائم کر دے۔ تاکہ وہ بھی اپنے علاقہ میں تربیت اور تعلیم کا کام جاری کر سکیں۔

ایک بات میں جماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

مساجد کا قیام

ہمارے ہاں اکثر جگہوں پر نہیں ہے۔ بڑی افسوس کی خبر آتی ہے۔ جب کبھی جماعت کی طرف سے یہ اطلاع آتی ہے کہ فلاں جگہ فلاں کے مکان پر نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ وہ کچھ خفا ہوگیا۔ اور اس نے کہا نکالو اپنی چٹائیاں یہاں سے۔ تم اگر کبھی یہ سُن لو کہ کسی کے گھر میں تمہارا بیٹا مہمان تھا۔ اور اس نے اسے نکال دیا۔ تو تمہارے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ پھر تم یہ کس طرح سن لیتے ہو۔ کہ تمہارے خدا کو کسی نے نکال دیا ہے۔ آخر مسجد خدا کا گھر ہے۔ جب ایک جگہ پر کسی نے کمرہ دیا۔ اور اس کے بعد کسی سیکرٹری سے یا پریذیڈنٹ سے یا اور کسی آدمی سے وہ خفا ہوگیا۔ اور اس نے کہا اٹھاؤ چٹائیاں اور لے جاؤ میں نہیں دیتا اپنا مکان نماز کے لئے۔ تو یہ ذلت تو ایسی ہے۔ کہ انسان کے دل میں خیال آنا چاہیئے کہ اس سے تو مرنا بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس کے گھر سے نکال دیا گیا۔ تو ہماری زندگی کس کام کی۔ آخر اس میں دقت کیا ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو

آپ سے بڑھ کر شان کس کی ہوتی ہے۔ آپ نے معمولی زمین لی۔ اور اس پر کچی دیواریں کھڑی کیں۔ اور اوپر کھجور کی شاخیں ڈال دیں اور چھت بنالی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ بارش ہوتی تھی۔ اور آپ سجدہ کرتے تھے۔ اور آپ کے گھٹنے بھی پانی سے تر ہو جاتے تھے۔ ماتھا بھی تر ہو جاتا تھا۔ کیچڑ بھی لگا ہوا ہوتا تھا مگر اسی جگہ سجدے کرتے تھے۔ ہماری جماعت میں یہ کیا آفت آئی ہوئی ہے۔ کہ ہر شخص کہتا ہے کہ پکی مسجد ہونی چاہیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک پکی مسجد خانہ کعبہ ہی ہوتی تھی۔ باقی لوگوں کے پاس اپنی سیدھی سادی مسجدیں تھیں۔ اب ایک مسجد تم نے مرکز میں بنالی ہے۔ یہ پکی مسجد تمہارے لئے کافی ہے۔ باقی توفیق ملے تو بے شک بناؤ۔ اگر اپنے گھروں سے خدا کا گھر اچھا بنے تو بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن یہ کہ خدا کا گھر ہی کوئی نہ ہو۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میں نے دیکھا ہے

کہ کئی جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے پندرہ پندرہ بیس بیس سال صرف اس لئے گزار دیئے ہیں۔ کہ اچھی جگہ نہیں ملتی۔ مثال کے

طور پر میں بتا دیتا ہوں۔ امرتسر کی جماعت تھی۔ ان کے سپرنٹنڈنٹ بڑے مخلص تھے۔ ان کا سارا خاندان احمدی ہے۔ اور بڑا مخلص ہے۔ ۔ میرے پاس آئے۔ اور آکر انہوں نے کہا۔ مسجد کے لئے دعا کریں۔ میں نے کہا کیا وقت ہے جو ہم دعا کریں۔ خدا نے سامان دیا ہوا ہے۔ زمینیں بکتی ہیں۔ اور روپیہ بھی خدا نے آپ کو دیا ہوا ہے۔ خدا سے دعا تو برکت کے لئے کریں گے۔ مسجد لینے کے لئے کیا دعا کریں۔ کہنے لگے نہیں جی۔ جگہیں تو ہیں۔ لیکن جگہ ذرا سنٹر میں ہو۔ جہاں اسلامیہ سکول ہے۔ اگر وہاں جگہ ملے۔ تو پھر اچھا ہے۔ میں نے کہا ہال بازار کے باہر جگہ ہے۔ میں نے خود کئی جگہیں دیکھی ہیں۔ وہاں لے لو کہنے لگے نہیں جی وہ بہت دور ہے۔ اس میں مزا نہیں۔ مسجد یہاں بننی چاہیئے خیر میں انکو سمجھاتا رہا۔ تین چار سال گذر گئے تو پھر وہ کہنے لگے۔

مسجد کے لئے دعا کریں

میں نے کہا کیا کوئی جگہ نہیں۔ کہنے لگے نہیں جی اب دعا کریں کہ ہال بازار کے باہر جگہ مل جائے۔ میں نے کہا۔ ہیں۔ آپ تو اسلامیہ سکول کے پاس لے رہے تھے اب کیا ہوا۔ کہنے لگے وہ تو نہیں ملتی۔ لیکن اب یہاں بھی دقت ہو گئی ہے۔ اور مکان بننے لگے ہیں . . . .

. . . .

. . . . . جس کی وجہ سے اب یہ سنٹرل جگہ ہو گئی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمیں یہاں جگہ مل جائے آپ دعا کریں۔ میں نے کہا تم نے پہلے اس وقت کیوں نہ لی کہنے لگے۔ اس وقت اور بات تھی۔ اب تو یہ جگہ آباد ہو گئی ہے میں نے کہا ہال بازار کا خیال جانے دو۔ اگر یہاں جگہ نہیں ملتی۔ تو شریف پورہ آباد ہو رہا ہے۔ میں نے سنا ہے اب شریف پورہ میں جگہ ملتی ہے وہاں لے لو۔ کہنے لگے نہیں نہیں۔ وہاں کون جاتا ہے۔ شریف پورہ بالکل باہر ہے۔ میں نے کہا۔ اب موقع ہے۔ پھر نہیں وہاں بھی نہیں ملے گی۔ کہنے لگے نہیں بس یہ ٹھیک ہے۔ دو چار سال کے بعد پھر آئے۔ میں نے کہا سناؤ مسجد کے لئے زمین مل گئی کہنے لگے۔ دعا کریں کہ شریف پورہ میں جگہ مل جائے۔ میں نے کہا ہیں۔

شریف پورہ

تو بڑی نامناسب جگہ تھی۔ شریف پورہ میں بڑھنے کا کیا مطلب۔ کہنے لگے ہاں اب وہ بڑا آباد ہو گیا ہے۔ اور اب وہاں بھی جگہ نہیں ملتی۔ پھر اس سے پرے ایک اور جگہ تھی۔ خبر نہیں کیا پورہ بنا تھا۔ میں نے کہا اس میں جگہ لے لو۔ کہنے لگے نہیں نہیں اس میں کون جاتا ہے۔ شریف پورہ میں ملنی چاہیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے کہا۔ سناؤ مسجد کا کیا حال ہے۔ اس پر پھر وہ جو انہوں نے نئی جگہ بتائی تھی اس کا نام لے کر کہنے لگے۔ دعا کریں وہاں مل جائے۔ میں نے کہا کیوں؟ شریف پورہ میں کیوں نہیں لیتے۔ کہنے لگے۔ وہاں تو اب نہیں ملتی۔ اب اس میں بھی مشکل ہو گئی ہے۔ آپ اس کے لئے دعا کریں۔ میں نے کہا میں ساری عمر اپنی دعا تمہاری مسجد کے پیچھے لئے پھرتا رہوں۔ پھر پیچھے خدا نے ان کو اندر بھی ایک چھوٹی سی جگہ دے دی۔ لیکن جیسی میں چاہتا تھا۔ کہ ان کو جگہ مل جائے۔ اور اس میں لائبریری بھی بن جائے اور مسجد بھی بن جائے۔ وہ تو باہر ہی مل سکتی تھی۔ جماعت اتنی تھی ہی نہیں کہ ان کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ اندر کوئی بڑی زمین خرید سکے۔ دوسری

کراچی کی جماعت

تھی۔ مگر وہ وقت پر سمجھ گئی۔ بہرحال ان سے بھی یہی ہوا کہ ۱۹۳۵ء سے میں نے وہاں جانا شروع کیا اور ان کو سمجھانا شروع کیا۔ اور انہوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہاں جگہ مل جائے۔ فلاں جگہ مل جائے۔ آخر یہ ہوا کہ بڑی مصیبتوں سے ان کو راضی کیا اور انہوں نے خدا کے فضل سے مسجد بنا لی بناتے بناتے کچھ ہندو وہاں سے بھاگے تو انہوں نے کچھ غنیمت کا مال بھی لوٹا۔ اور اس طرح مسجد ان کی اور زیادہ وسیع ہو گئی۔ اس طرح اور کئی جماعتیں ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ سارے کے سارے اس فکر میں رہتے ہیں کہ ان کو سرکٹ ہاؤس میں جگہ ملے۔ بھلا "کیا پدی اور پدی کا شوربہ" تمہاری ابھی حیثیت ہی کیا ہے۔ نہ تمہارے پاس اتنا روپیہ ہے نہ اتنی طاقت ہے نہ شوکت ہے۔ اور پھر بعض جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں ایک اور سوال پیدا ہو جاتا ہے جیسے

ملتان والے ہیں

وہ تو کہتے ہیں اب بھی امید ہے۔ لیکن آٹھ دس سال سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ کہتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے زمین انعام مل جائے۔ راولپنڈی والے بھی اس کی بڑی خواہش رکھتے تھے۔ میں نے انہیں کہا تمہیں دیتا کون ہے۔ آخر تم اپنی حیثیت تو سمجھو کہنے لگے بس اب مل رہی ہے۔ اب وہ راضی ہو گئے ہیں۔ مگر پھر تھوڑے دنوں کے بعد کہا۔ لوگوں نے شور مچایا ہوا ہے میں نے کہا۔ لوگوں نے ہمیشہ شور مچانا ہے۔ تمہیں اس طرح زمین مل ہی نہیں سکتی۔ تم کیوں خواہ مخواہ اپنے آپ کو خراب کر رہے ہو تم زمین خریدو۔ کہیں خریدو باہر خریدو خدا تمہاری خاطر وہیں شہر لے جائے گا۔ غرض بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن میں یہی دقت پیدا ہوتی رہی ہے۔ لاہور والوں کو بھی بڑی مصیبت سے پیچھے پڑ پڑ کے میں نے زمین خریدنے پر مجبور کیا۔ اس وقت میاں سراج الدین صاحب میرے سامنے ہی بیٹھے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ میاں تم خریدو ہم زبردستی تمہارے پیچھے یہ کام لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خرید لی اب واللہ اعلم وہ کب تک محفوظ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق کچھ قانونی جھگڑے ہیں۔ بہرحال

یہ خیال بالکل جانے دو

کہ مسجد مرکز میں ہو۔ تم اپنے خدا پر اتنے بدظن کیوں ہو۔ تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جہاں تمہاری مسجد ہو گی۔ خدا اسی جگہ شہر لے جائے گا۔ کیا تم نے دلی کو نہیں دیکھا ہوا کہتے ہیں ہر سو سال کے بعد وہ بگڑتی ہے۔ اور دوسری جگہ بستی ہے۔ تو شہر اجڑا کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ بسا کرتے ہیں سیالکوٹ والوں کو بھی اسی طرح مجبور کر کے میں نے زمین دلوائی تھی۔ اس وقت کہتے تھے کہ یہاں تو کوئی بھی نہیں جائے گا۔ مگر اب وہ کہتے ہیں کہ اردگرد سب آباد ہو گئی ہے۔ اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ اب لوگوں کا ادھر رخ ہو گیا ہے۔ تو تم

خدا پر حسن ظنی

کرتے ہوئے جہاں بھی جگہ ملے لے لو اور پھر جیسی بھی کھڑی ہو سکتی ہو مسجد کھڑی کر دو۔ لیکن جہاں میونسپل کمیٹیاں ہیں وہاں یہ اریاد رکھو کہ تمہاری مسجد کی درخواست کبھی نہیں منظور ہونے کی "کبھی نہیں" سے مراد یہ ہے کہ سو میں سے ۹۰ دفعہ تمہاری درخواست رد ہو جائیگی۔ تم ایک وسیع کمرہ بنا لیا کرو۔ اور اس کا نام لائبریری رکھو سکول رکھو۔ مہمانخانہ رکھو۔ جو مرضی ہے رکھو۔ ہر جگہ خدا کی مسجد بن سکتی ہے۔ اور پھر تم وہاں نماز پڑھنا شروع کر دو۔ آہستہ آہستہ لوگ اسے خود ہی مسجد کہنا شروع کر دیں۔ لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ احمدی اگر مہمانخانہ بھی بناتے ہیں تو وہ کہتے ہیں "ایہہ احمدیاں دی مسجد ہے" غرض آہستہ آہستہ وہ آپ ہی مسجد بن جاتی ہے پھر کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ پس ہر جگہ پر مسجدیں بنانے کی کوشش کرو۔ کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں ایسا نہ رہے جس میں

تمہاری اپنی مسجد نہ ہو

گاؤں والوں میں تو یہ بات ہے۔ شہر والوں میں عام طور پر یہ بات نہیں۔ لیکن اگر تم مسجدیں بنانے لگو گے۔ تو یاد رکھو میرا تجربہ یہ ہے کہ جہاں جہاں مسجد بنتی ہے وہاں فوراً احمدی بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جس وقت کراچی والا ہال بنا۔ لوگ کہتے تھے یہ ہال تو بن گیا ہے۔ اس میں نماز پڑھنے والے کہاں سے آئیں گے۔ میں نے کہا تم بناؤ۔ پھر دیکھو لوگ کس طرح آتے ہیں۔ چنانچہ ابھی وہ پورا تیار بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ پارٹیشن ہو گئی۔ اور دلی کی ساری جماعت وہاں آ پڑی۔ اب اس ہال میں وہاں کے سارے احمدی سما ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ اب وہ اور جگہ پر انتظام کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اس سے زیادہ کھلی جگہ ملے تاکہ ہم سب سما سکیں۔ اور اگر وہ جگہ بھی خدا نے چاہا انہوں نے بنا لی۔ تو پھر دیکھیں گے کہ پھر خدا جماعت کے بڑھنے کا کوئی ذریعہ بنا دے گا اور پھر وہ تنگ ہو جائے گی۔ ہمارے متعلق تو

خدائی قانون ہے

کہ وسع مکانک اپنے مکانوں کو بڑھاتے جاؤ۔ بڑھاتے جاؤ۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنی حسن ظنی کی ہے فرماتا ہے۔ وسع مکانک۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا کو میرے اور تمہارے مکان سے کیا واسطہ ہے۔ دنیا میں سارے مکان بنتے ہیں پاخانے ہوتے ہیں غسلخانے ہوتے ہیں باورچیخانے ہوتے ہیں اور [illegible] بنتے ہیں۔ اسکو میرے اور تمہارے مکان سے کیا دلچسپی ہے درحقیقت اس الہام میں اس نے ہم پر حسن ظنی کی ہے اور

وسع مکانک کے معنے

یہ ہیں کہ

اے احمدیت کے بانیٔ سلسلہ اور اس کے اتباع تم جب مکان بناؤ گے تو میرے لئے بناؤ گے اسلئے میں تم پر اعتبار کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ اپنا مکان بڑھاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ میرا بڑھاؤ تو۔ وسع مکانک میں درحقیقت خدا تعالیٰ نے حسن ظنی سے کام لیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ تمہارے مکانوں کے ساتھ

خدا کا مکان بھی بڑھے

پس خدا کا مکان بڑھاتے چلے جاؤ۔ خدا آپ بڑھاتا چلا جائے گا۔

صحابہ کرامؓ کا کردار — اور — مخالفین اسلام کا طرز عمل

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی بیان فرمودہ سورۃ اللیل کی لطیف تفسیر

جماعت احمدیہ کیلئے لمحۂ فکریہ

— از مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال ربوہ —

کہتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ مختلف قوموں کی ترقی اور تنزل کی داستانوں میں بڑی حد تک یکسانیت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم سابقہ امتوں کی داستانیں مختلف پیرایوں میں دہرا دہرا کر بیان فرمائی ہیں۔ تا ان کو پڑھ کر لوگ عبرت پکڑیں۔ ان غلطیوں کا شکار نہ ہوں۔ جن کی وجہ سے بعض قومیں تباہ ہوئیں۔ بلکہ ان راستوں پر مردانہ وار قدم بڑھائیں جن پر چل کر دوسری قومیں ترقی کی معراج پر پہونچیں

یوں تو ہر امت کے عروج کی داستان ہمارے لئے سبق آموز ہے۔ لیکن صحابہ سے ہماری جماعت کو جو تعلق ہے۔ اس کا تقاضہ یہی ہے کہ ان کے اور ان کے مخالفوں کے کوائف بار بار ہمارے سامنے آتے رہیں۔ تا ہمیں ہر اس عمل کو اختیار کرنے کی رغبت پیدا ہو۔ جسے صحابہ کرام نے اختیار کیا۔ اور ہر ایسے فعل سے کنارہ کشی کریں۔ جسے مخالفین اسلام نے اختیار کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ اللیل میں مومنوں اور مخالفوں کے کردار کا نہایت مختصر لیکن جامع الفاظ میں مقابلہ کیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفسیر کبیر جزو چہارم حصہ دوم میں اس سورت کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ میں آئندہ سطور میں اس تفسیر کا خلاصہ پیش کرتا ہوں اور احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اصل تفسیر میں اس سورت کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اپنی زندگیوں کو ان اصولوں کے موافق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جو اس صورت میں بیان ہوئے ہیں۔ اس خلاصہ کو پیش کرنے کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ جن احباب نے ابھی تک تفسیر کبیر کے مطالعہ کی طرف توجہ نہ کی ہو۔ انہیں معلوم ہو کہ وہ اپنے آپ کو کتنی بڑی نعمت سے محروم کر رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کا مضمون بھی وہی ہے۔ جو پہلی سورتوں میں بیان ہوتا آرہا ہے یعنے اس میں بھی ترقی اسلام کا ذکر ہے پہلی سورتوں اور اس سورۃ کے مضمون میں فرق صرف یہ ہے۔ کہ اس سے پہلی سورۃ میں یہ نقطۂ نگاہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ ایک نظام کامل کے لانے والے کے بغیر کعبہ کی تعمیر کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ اور ایسے ہی وجود کے آنے سے قوم کو ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس سورۃ میں بھی وہی مضمون ہے۔ مگر اس میں زور معلم کی زندگی پر اس قدر نہیں دیا گیا جس قدر کہ متعلمین اور ان کے مخالفوں کی زندگیوں کے فرق پر دیا گیا ہے۔ پہلی سورۃ میں یہ مضمون تھا کہ اچھے معلم کے بغیر قوم ترقی نہیں کر سکتی اور اب یہ مضمون ہے کہ اچھے معلم کو اگر اچھا متعلم بھی مل جائے۔ تو وہ دنیا کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ اور یہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو شاگرد ملے ہیں۔ وہ ایسے اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ کہ ان کی زندگیوں کو دیکھ کر انسان کے دل میں یہ مایوسی پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ کہ عرب کی حالت کیونکر پلٹ کھائے گی۔ دنیا میں اچھا استاد بڑا کام کر جاتا ہے۔ لیکن جہاں لائق استاد اور لائق شاگرد مل جائیں۔ وہاں تو نور علیٰ نور کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اگر اچھے استاد کو برے شاگرد ملیں۔ تو اس کا کام اس قدر نہیں چمکتا۔ اور نہ نالائق استاد کے اچھے شاگرد زیادہ ترقی کر سکتے ہیں مگر یہاں تو اچھے استاد کو اچھے شاگرد بھی مل گئے ہیں۔ پس یہ دین محمدی کے غلبہ کی ایک بیّن علامت ہے:

سورۃ اللیل مکی سورۃ ہے۔ اور اس میں بسم اللہ کے سوا ۲۱ آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ واللیل اذا یغشیٰ ۝ والنھار اذا تجلّیٰ ۝ وما خلق الذکر والانثیٰ ۝ ان سعیکم لشتّیٰ ۝ میں شروع کرتا ہوں۔ اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قسم ہے رات کی جب ڈھانپ لے۔ اور دن کی جب وہ خوب روشن ہو جائے۔ اور نر و مادہ کی پیدائش کی۔ کہ تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔

پہلی سورۃ میں یہ ذکر تھا کہ دنیا کو منور کرنے کے لئے ہم نے ایک روحانی سورج افق آسمان پر پیدا کیا ہے۔ دنیا اس سورج کی روشنی کو خواہ کس قدر چھپانا چاہے اب یہ قطعی طور پر نا ممکن ہے۔ کہ وہ اس روشنی کو روک سکے۔ یا اس نور کو پھیلنے نہ دے۔ یہ روشنی اب بڑھے گی۔ اور بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ ساری دنیا کو ڈھانپ لے گی۔ مگر ایک لمبا عرصہ گذرنے کے بعد پھر ایک زمانہ آئے گا۔ جس میں یہ سورج لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ زمین والے اس سے منہ موڑ لیں گے۔ تاریکی چھا جائے گی۔ اور روشنی جاتی رہے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ پھر ایک قمر پیدا کرے گا جو اس شمس سے اکتساب نور کر کے دنیا کو منور کر دے گا۔ پس چونکہ وہاں اسلام کے زمانہ سے بات شروع کی گئی تھی۔ طبعی طور پر شمس اور نہار کا ذکر پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ مگر یہاں کفر و اسلام کا مقابلہ ہے۔ اور کفر چونکہ پہلے تھا۔ اور اسلام بعد میں آیا۔ اس لئے لیل کا پہلے ذکر کیا گیا۔ اور نہار کا بعد میں۔ پھر یہ بات بھی ہے۔ کہ کفر چونکہ اس زمانہ میں کثیر تھا۔ اور مسلمان اس زمانہ میں قلیل التعداد تھے۔ اس مناسبت کی بناء پر بھی اللہ تعالیٰ نے لیل کا ذکر پہلے کیا۔ اور نہار کا بعد میں۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی کی۔ کہ رات کی حالت جو تم پر طاری ہے۔ وہ اب دور ہونے والی ہے۔ اس کے بعد دن کی حالت آئیگی۔ یا اس رات کے نتیجہ میں جو جو گمراہیاں اور خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ سا کنین نہار اب ان کو دور کرنے والے ہیں۔

اس سورۃ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ رات کے وقت انسانی اعمال اور قسم کے ہوتے ہیں۔ اور دن کے وقت اور قسم کے۔ مثلاً رات کو لوگ سونے کی تیاری کرتے ہیں۔ اور دن کو کام کرنے کی تیاری کرتے ہیں۔ آدمی وہی ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے اعمال الگ الگ اوقات میں الگ الگ اقسام کے ہوتے ہیں۔ وہی آدمی جو دن کے وقت دوڑا بھاگا پھرتا ہے۔ رات کے وقت بستر پر لیٹے ہوئے خراٹے مار رہا ہوتا ہے۔ دن کو اس کی ہوشیاری اور چالاکی دیکھ کر حیرت آتی ہے اور رات کو اس کی نیند اور غفلت دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ اور اگر فطرتیں ہی الگ الگ ہوں۔ تو پھر تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ بعض کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ جاگتے ہوئے بھی سو رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ سوتے ہوئے بھی جاگ رہے ہوتے ہیں۔ ذرا کوئی آہٹ ہو۔ فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن پر دن کو بھی رات کی کیفیت طاری رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں انہی کیفیات کا ذکر کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ ایک رات کی حالت ہوتی ہے۔ ایک دن کی۔ رات کا وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ خواہ کوئی چست اور ہوشیار ہو۔ اس پر بھی نیند طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن دن کا وقت کام کا ہوتا ہے۔ اس میں چست آدمی تو اپنی ترقی کے لئے کئی قسم کے کاموں کو اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن سست آدمی کو دن کے وقت تو کچھ نہ کچھ کام کرنا ہی پڑتا ہے۔ مگر رات ساری اس کی سوتے ہی گذرتی ہے۔ رات اور دن کی طرح انسانوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ بعض قوموں پر رات کا زمانہ آیا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض پر دن کا زمانہ ہوتا ہے۔ جو قومیں رات کے مشابہ ہوتی ہیں۔ یا یوں کہو کہ جن پر رات آئی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ دن کو بھی سوتے ہیں۔ اور رات کو بھی سوتے ہیں۔ یعنی رات تو سوتے گذر جاتی ہے۔ دن بھی کسی ایسے کام میں نہیں گذرتا کہ ان کے لئے یا ان کی قوم کے لئے کوئی اچھا نتیجہ نکلے اور اس کے برخلاف جن اقوام پر دن کا زمانہ ہوتا ہے۔ ان کے دن تو کام میں گذرتے ہیں۔ ان کی راتیں بھی بیکار نہیں جاتیں۔

اور وہ تاریکیوں اور مصیبتوں کے اوقات میں بھی اتنا کام کر جاتے ہیں۔ کہ رات والی قوموں کو دن کے وقت یعنی ہر قسم کے سامانوں کی موجودگی میں بھی اتنے کام کا موقعہ نہیں ملتا۔

عرب نے گو کوئی خاص ترقی نہیں کی تھی۔ مگر جتنی ترقی بھی کی تھی۔ وہ ان کی تھکان کا باعث بن گئی تھی۔ مکہ کا مجاور ہونا سب سے بڑی عزت سمجھا جاتا تھا۔ اور جیسے مندر کے پجاریوں کی حالت ہوتی ہے۔ وہی حالت ان کی تھی۔ قوتِ عملیہ فنا ہو چکی تھی۔ اور ان کے اعمال نے ان میں کوفت پیدا کر دی تھی۔ غرض اللہ تعالےٰ ان کو بتاتا ہے۔ کہ تمہاری قوتوں پر تھکان اور خوابیدگی کا اثر ہے۔ تم لمبی جہالت اور لمبے عیش کے بعد زیادہ سے زیادہ سونا چاہتے ہو۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ کی حالت میں بیداری اور ہوشیاری اور قوتِ عملیہ پائی جاتی ہے۔ وہ جاگنا اور کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور تم سونا اور غافل رہنا چاہتے ہو۔ پھر تمہارا اور ان کا کیا مقابلہ؟ سوتا جاگتے کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تمہاری حالتوں پر رات کی خوابیدگی طاری ہے۔ اور ان کی حالتوں پر دن کی بیداری غالب ہے۔ ان کی راتیں بھی دن ہوتی ہیں۔ اور تمہارے دن بھی رات ہوتے ہیں۔ پھر تمہارا اور ان کا کیا مقابلہ؟ جب تک تم بھی رات کے بعد دن کی حالت پیدا نہ کرو۔ تم کبھی سکھ نہیں پا سکتے۔

اس کے بعد فرمایا۔ وما خلق الذکر والانثیٰ ہم اس خدا کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جس نے نر اور مادہ پیدا کیا ہے۔ اور جن سے دنیا میں آئندہ نسل ترقی کرتی ہے۔ یعنی جس طرح دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی حالتوں پر ہمیشہ دن کی بیداری طاری رہتی ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی حالتوں پر ہمیشہ رات کی خوابیدگی غالب رہتی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں رجولیت کا مادہ ہوتا ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں نسوانیت کا مادہ ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دنیا کو فیض پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو استفاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جو لوگ افاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ ذکر ہوتے ہیں۔ اور جو استفاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ انثیٰ ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ نہ افاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور نہ استفاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ مخنثی ہوتے ہیں۔ ان سے دنیا میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔

دنیا میں دو ہی پیدائشیں ہوتی ہیں۔ ایک پیدائش وہ ہوتی ہے۔ جس میں ذکرانیت ہوتی ہے۔ اور ایک پیدائش وہ ہوتی ہے۔ جس میں نسوانیت ہوتی ہے۔ یہ دونوں وجود آپس میں ملتے ہیں۔ تب ایک تیسرا وجود پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اسی سلسلۂ پیدائش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ تم دنیا میں غور کر کے دیکھ لو۔ آئندہ نسلوں کی ترقی صرف ذکر اور انثیٰ سے ہوتی ہے۔ ایک کے اندر افاضہ کا فعل پایا جاتا ہے۔ اور دوسرے کے اندر استفاضہ کا فعل پایا جاتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں ملتے ہیں۔ تب کوئی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح نر اور مادہ کے باہمی اتصال سے نسل ترقی کرتی ہے۔ اسی طرح قومیں اسی وقت ترقی کرتی ہیں۔ جب ایک رہنما ایسا موجود ہو۔ جو قوتِ افاضہ اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور قوم کے افراد ایسے ہوں۔ جو قوتِ استفاضہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اللہ تعالےٰ یہی مثال کفار کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور انہیں بتاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں تمہاری کوئی حیثیت ہی نہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ ہیں۔ جن میں قوتِ افاضہ کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ اور صحابہ کرامؓ وہ ہیں۔ جن میں قوتِ استفاضہ کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ وہ دونوں آپس میں مل بیٹھیں گے۔ تو ایک نئی دنیا آباد کرنے کا باعث بنیں گے۔ جس طرح مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں۔ تو بچہ تولد ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کا روحانی تعلق ایک نئی آبادی کا پیش خیمہ ہے۔

مگر اے مکہ والو تم وہ ہو۔ کہ نہ تم میں ذکر کی قابلیت پائی جاتی ہے۔ اور نہ انثیٰ کی۔ تم روحانی طور پر خنثیٰ ہو۔ نہ ذکر ہو نہ انثیٰ ہو۔ نہ تم میں نر کی قابلیت موجود ہے۔ کہ تم دوسروں کو نور پہنچا سکو۔ اور نہ تم میں نسائیت پائی جاتی ہے۔ کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اکتسابِ نور کر سکو۔ پھر تم دنیا میں کس طرح ترقی کر سکتے ہو؟

ان سعیکم لشتّٰی۔ فرماتا ہے۔ تمہاری اور مسلمانوں کی سعی آپس میں بڑا اختلاف رکھتی ہے۔ تمہاری تمام سعی اس بات کے لئے وقف ہو رہی ہے۔ کہ بستر بچھاؤ۔ تکیہ لگاؤ۔ اور لحاف رکھو تاکہ ہم سو جائیں۔ اور صحابہ رضؓ کی تمام سعی اس بات کے لئے وقف ہو رہی ہے۔ کہ اٹھو۔ ہل جوتو۔ زمینوں میں بیج ڈالو۔ زمین کو پانی دو۔ اور کاشت کی اچھی طرح نگرانی کرو دوسرے معنے اس آیت کے یہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ تم خنثیٰ ہو اور نر سے بھاگ رہے ہو۔ مگر یہ انثیٰ ہیں۔ اور نر سے بھاگ نہیں رہے۔ بلکہ اس سے تعلق پیدا کر رہے ہیں۔ اب تم خود ہی سمجھ لو۔ کہ تمہارے ہاں روحانی اولاد کس طرح پیدا ہو سکتی ہے؟

تمہاری اور ان کی حالت میں اس قدر نمایاں فرق ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ تمہیں ترقی حاصل ہو۔ تمہارے ہاں بھی نورِ آسمانی کی پیدائش ہو۔ اور تم بھی دنیا میں سربلند ہو؟ روحانی ثمرات تو انہی سے پیدا ہوں گے۔ تم سے نہیں۔ اور آئندہ دنیا انہی دلہنوں سے آباد ہوگی۔ جو دولہا کے ہاں جاتی ہیں۔ ان سے آباد نہیں ہو سکتی۔ جو دولہا کے قریب جانا پسند نہیں کرتیں۔ تم مت خیال کرو کہ دنیا کی آئندہ ترقی میں تمہارا بھی کوئی حصہ ہوگا۔ اب دنیا کی آبادی مسلمانوں کی وجہ سے ہوگی۔ اور وہی قوم ترقی کرے گی۔ جس پر دن چڑھا ہوا ہے۔ اور جو قربانیوں سے کام لے رہی ہے۔ تن آسانیوں کے لئے مٹنے والے وجود ان نعمتوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔

اب اگلی آیت میں اللہ تعالےٰ تاریکی اور روشنی کا فرق اور نسائیت کاملہ والی اور بانجھ کا فرق بتاتا ہے۔ اور ایک مثال کے ذریعہ اس امر کو واضح کرتا ہے۔ فاما من اعطیٰ واتقیٰ ۝ وصدّق بالحسنیٰ ۝ فسنیسرہٗ للیسریٰ ۝ پس جس نے خدا کی راہ میں دیا اور تقوےٰ اختیار کیا۔ اور نیک بات کی تصدیق کی۔ اسے تو ہم ضرور آسانی کے مواقع بہم پہنچائیں گے۔

فرماتا ہے دن کی مثال اور نسائیت کاملہ والی قوم کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو (۱) اعطیٰ (۲) واتقیٰ (۳) وصدّق بالحسنیٰ کا مصداق ہو۔ یہاں ایک نہایت ہی لطیف مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اعطیٰ کے معنے ہیں دوسرے کو دیا۔ اور اتقیٰ کے معنے ہوتے ہیں۔ پرہیزگاری اختیار کی۔ پس اعطیٰ میں عمل کی درستی کی طرف اشارہ ہے۔ اور اتقیٰ میں جذبات کی درستی اور ان کی صحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور صدّق بالحسنیٰ میں اچھی باتوں کی تصدیق کا ذکر ہے۔ اور تصدیق کا تعلق انسانی فکر کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس عمل اور جذبات کی درستی کے ساتھ فکر کی درستی کا ذکر بھی شامل کر دیا۔ اور اس طرح بتایا کہ ترقی کرنے والی قوم کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے عمل میں بھی صحت ہو۔ اس کے جذبات میں بھی صحت ہو۔ اور اس کے افکار میں بھی صحت ہو۔ الفاظ مختصر ہیں۔ مگر ان مختصر الفاظ میں علم النفس کا ایک نہایت اہم نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کے سامنے اس روشن حقیقت کو رکھا گیا ہے کہ عمل جذبات اور فکر کی درستی سے ہی انسان پورے طور پر اچھا ہوتا ہے۔ یعنی عملِ صحیح۔ احساسِ صحیح اور فکرِ صحیح یہ تینوں کمالات جب تک کوئی قوم اپنے اندر پیدا نہیں کر لیتی۔ وہ ترقی نہیں کر سکتی۔

صحیح عمل کے لئے صحیح جذبات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صحیح جذبات کے لئے صحیح علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر جب یہ تینوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو پھر تو وہ قوم یا فرد جو ان تینوں خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کر لیتا ہے۔ اپنی ذات میں کامل ہو جاتا ہے۔ اعطیٰ میں اللہ تعالےٰ نے اعمال کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ روپیہ جمع نہیں کرتے۔ اتقیٰ میں جذبات کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے۔ کہ وہ بری باتوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ پہلی سورتوں میں یہ ذکر تھا۔ کہ کفار کی یہ عادت ہے۔ کہ وہ روپیہ قومی ضروریات کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ لغو باتوں میں اس کو ضائع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا تھا۔ یقول اھلکتُ مالًا لبدًا۔ (البلد ع ۱)

وہ کہتا ہے۔ میں نے ڈھیروں ڈھیر مال خرچ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی تردید کی تھی۔ اور بتایا تھا کہ بے شک تم نے ڈھیروں ڈھیر مال خرچ کیا۔ مگر قومی ضروریات کے لئے نہیں۔ یتامیٰ اور مساکین کی خبرگیری کے لئے نہیں، غرباء کی ترقی کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی عزت اور اپنی نام و نمود کے لئے۔ اس لئے تمہارا وہ مال خرچ کرنا مال کو برباد کرنا تھا۔ گویا خرچ تو اس نے بھی کیا تھا۔ مگر غلط طریق پر۔

یہاں ایک نکتہ یاد رکھنے والا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اعطی المال نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اعطیٰ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اگر اعطی المال فرماتا۔ تو اس کے معنے صرف مال خرچ کرنے کے ہوتے۔ مگر اب چونکہ صرف اعطیٰ فرمایا ہے۔ اس لئے اس کے معنے اعطی المال کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اعطی العلم

کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایسی چیز کے ہو سکتے ہیں جو کسی کو دی جا سکتی ہے یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے قرآن کریم کی دوسری جگہ مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومما رزقناھم ینفقون (البقرہ ع ۱) ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے۔ اس کا ایک حصہ وہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہاں بھی اللہ تعالےٰ نے عام رنگ میں انفاق کا ذکر کر کے اس کے معنوں کو وسیع کر دیا۔ یعنی اس کے پاس مال ہو تو وہ مال خرچ کرتا ہے۔ علم ہو تو علم خرچ کرتا ہے۔ وقت ہو تو وقت خرچ کرتا ہے۔ غرض جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اسے عطا کیا ہو۔ وہ اسے لوگوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرتا رہتا ہے۔ واتقٰی میں یہ بتایا کہ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ تقویٰ کے ماتحت کرتا ہے اور ڈرتا ہے۔ کہ میں غلطی سے کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھوں۔ جس سے لوگوں کو فائدہ کی بجائے نقصان پہنچ جائے۔ اگر کوئی شخص کسی کو اتنا روپیہ دیتا ہے کہ وہ اسے عیاشی میں ضائع کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تو یہ اس روپیہ کا بالکل غلط استعمال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ظالم کو طاقت پہنچا دیتا ہے تو یہ بھی اس قوت کا برمحل استعمال نہیں ہوگا اسی لئے اعطٰی کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے واتقٰی کے الفاظ کا اضافہ کیا اور بتایا کہ وہ دیتا تو ہے۔ مگر ساتھ ہی ڈرتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھوں۔ جس سے دنیا کی علمی یا عملی یا سیاسی یا عائلی حالت کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ اور میں ثواب کی بجائے اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب بن جاؤں

وصدّق بالحسنٰی میں یہ بتایا کہ وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ افکار کی درستی میں بھی لگا رہتا ہے۔ صحیح عقائد اختیار کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ بہتر سے بہتر عقیدہ کی تصدیق کرے۔ گویا صدّق بالحسنٰی کہہ کر بتایا کہ وہ علم کی زیادتی کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حسنٰی کے معنے صرف اچھی چیز کے نہیں۔ بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز کے ہیں۔ اور معنے یہ ہیں کہ وہ احسن سے احسن چیز کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی اپنے علم کو کمال تک پہنچا دیتا ہے اس کے بعد فرماتا ہے۔ جو شخص ان صفات کا حامل ہو۔ فسنیسرہ للیسرٰی ہم ایسے آدمی کو ضرور یسرٰی مہیا کر دیں گے اس جملہ کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ اسے ایسے حالات میسر آ جائیں گے۔ جن سے وہ آسانی کے ساتھ غالب آ سکے۔ دوسرے معنے اس آیت کے یہ ہیں۔ کہ ہم رفتہ رفتہ اس پر عمل نیک کو آسان کر دیں گے۔ یعنی عمل صالح پہلے بڑا گراں لگتا ہے۔ جب کسی سے کہا جاتا ہے۔ کہ تم اپنے اعمال کو بھی درست کرو۔ اپنے جذبات کو بھی درست کرو۔ اپنے افکار کو بھی درست کرو۔ تو وہ گھبرا جاتا ہے اور خیال کرتا ہے۔ کہ یہ تو بڑا مشکل ہے۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ مگر فرماتا ہے جب کوئی شخص اس راستہ پر چل پڑے اور ہمت کے ساتھ ان افعال کی بجا آوری میں مشغول ہو جائے۔ تو ہماری سنت یہ ہے کہ ہم ان کاموں کی سرانجام دہی اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں۔ اصل یسرٰی خدائی تعلیم ہے۔ جس سے انسان کی روح کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ مگر پہلے وہ عسرٰی نظر آتی ہے۔ اور انسان اس پر عمل کرنے سے گھبراتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ صحابہ کرام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے استفاضہ حاصل کر چکے ہم ان کے لئے بظاہر مشکل نظر آنے والے اعمال صالحہ کو آسان کر دیں گے۔ اور ان کی طبائع میں ان اعمال کی طرف رغبت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ جو شخص علم صحیح اور جذبات صحیح اور عمل صحیح سے کام لیتا ہے۔ اس کی نظر کی غلطی کو درست کر دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے اسے ان کاموں میں لذت و سرور محسوس ہونے لگتا ہے۔ جو دوسروں کو مشکل نظر آتے ہیں۔

واما من بخل واستغنٰی۔ وکذب بالحسنٰی۔ فسنیسرہ للعسرٰی۔ اور ایسا شخص جس نے بخل سے کام لیا اور بے پرواہی کا اظہار کیا۔ اور نیک بات کو جھٹلایا اسے ہم تکلیف کا سامان بہم پہنچائیں گے۔

پہلی آیات کے بالمقابل ان آیات میں بھی تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ بخل اعطٰی کے مقابلہ میں رکھا گیا ہے۔ اور استغنٰی اتقٰی کے مقابلہ میں۔ کیونکہ اتقٰی کے معنے ہیں۔ خدا تعالےٰ سے ڈرنا کہ وہ کسی غلطی کی وجہ سے مجھ سے خفا نہ ہو جائے۔ اور استغنٰی کے معنے ہیں بے پرواہ ہو جانا یعنی انسان کا یہ کہنا کہ مجھے اسباب کی کوئی پرواہ نہیں۔ کہ خدا مجھ سے خفا ہوتا ہے یا نہیں۔ چونکہ اس قسم کا استغناء تقویٰ کے خلاف ہوتا ہے۔ اسلئے اتقاء کے مقابلہ میں استغنٰی کا لفظ رکھا گیا۔ تیسری بات مسلمانوں کے متعلق یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ صدّق بالحسنٰی اسکے مقابلہ میں منکروں کی نسبت کذب بالحسنٰی کا ذکر کر دیا۔ کہ وہ اچھی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ غرض یہ تینوں باتیں پہلی تین چیزوں کے مقابلہ میں رکھی گئی ہیں۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ جو شخص بخل کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے اسے مال دیا ہے۔ عزت دی ہے۔ طاقت دی ہے وقت دیا ہے۔ مگر وہ ان میں سے کسی چیز کو بھی خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ اور پھر ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ میرا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ یہ الفاظ عام طور پر گندی طبیعت کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ جب انہیں کسی برائی سے روکا جائے۔ تو وہ کہتے ہیں ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ کوئی شخص ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جو شخص بخل کے ساتھ یہ گند بھی اپنی طبیعت میں رکھتا ہے وکذب بالحسنٰی اور پھر اس کا فکر بھی غلط ہے۔ وہ دنیا میں کیا ترقی کر سکتا ہے۔ صحیح جذبات کا نہ ہونا استغناء پیدا کرتا ہے۔ صحیح عمل کا نہ ہونا بخل پیدا کرتا ہے۔ اور صحیح فکر کا نہ ہونا تکذیب پیدا کرتا ہے۔ جس طرح پہلی آیات میں یہ بتایا تھا۔ کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن میں صحیح عمل۔ صحیح جذبات اور صحیح فکر پایا جاتا ہے۔ اسی طرح ان آیات میں یہ بتایا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں غلط علم غلط جذبات اور غلط فکر پایا جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں مثالیں مسلمانوں اور کفار کی ہیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ ان امور کا ذکر کرتے ہوئے کفار کو بتاتا ہے کہ تم میں جب یہ یہ نقائص پائے جاتے ہیں اور مسلمانوں میں اس کے مقابلہ میں بڑی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ تو تم ان کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہو؟ تمہارے عمل میں خرابی پیدا ہو چکی ہے۔ تمہارے اندر بے پرواہی ہے۔ جو جذبات کے فقدان اور ان کی خرابی کی دلیل ہے۔ اور پھر تمہارے اندر تکذیب پائی جاتی ہے۔ جو ذہن اور فکر کی نادرستی اور غلط علم کا ثبوت ہے یہ ساری باتیں ملکر تمہاری ہلاکت اور بربادی کا موجب بن جائیں گی۔

وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّٰی اور جب وہ ہلاک ہوگا۔ تو اس کا مال اسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔ فرماتا ہے۔ جب مذکورہ بالا صفات والا گروہ ہلاکت ہونے کے قریب پہنچے گا یا اپنے مقام سے گر جائے گا۔ تو اسے اس کا مال کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہلاکت کا فیصلہ نہ ہو۔ اس وقت تک مال و دولت اور عزت ہر چیز انسان کے کام آ جاتی ہے لیکن جب تباہی کا فیصلہ ہو جائے۔ تو پھر کوئی چیز کام نہیں آتی۔ انسان مال خرچ کرتا ہے۔ تو الٹا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ رحم کرتا ہے تو الٹا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ نہ دولت کام آتی ہے نہ عزت کام آتی ہے۔ نہ نرمی اور محبت کام آتی ہے۔ غرض فرمایا۔ جب اس کی ہلاکت کا وقت آئیگا۔ تو اس وقت وہ یہی کام کرے گا۔ جو اب ہم اسے کرنے کو کہتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کرتا۔ لیکن اس وقت ان کاموں کا الٹا نتیجہ پیدا ہوگا۔ مال دے گا تو لوگ کہیں گے۔ ہمیں رشوت دیتا ہے۔ نرمی سے بولے گا۔ تو لوگ کہیں گے ہماری خوشامد کرتا ہے

ان علینا للھدٰی۔ وان لنا للاخرۃ والاولٰی۔ ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمہ ہے۔ اور ہر بات کی انتہا اور ابتدا بھی یقیناً ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ تقویٰ اللہ اختیار کرنا اور اچھی باتوں کی تصدیق کرنا یہ ان اعمال میں سے ہیں۔ جو قوموں کو ترقی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور بخل سے کام لینا استغنٰی ظاہر کرنا اور سچی باتوں کی تکذیب میں حصہ لینا یہ ان اعمال میں سے ہیں۔ جو قوموں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ تاریک مدت کے مارے ہوئے لوگوں کو خدا تعالےٰ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔ ان علینا کے معنے ہیں۔ ہم پر واجب ہے۔ یا یہ ہمارا ہی کام ہے۔ یعنی بنی نوع انسان سے بوجہ حقیقی شفقت اور مہربانی رکھنے کے یہ ہمارا ہی کام ہے۔ کہ ہم ان کو ہدایت دیں۔ انسان کا کام نہیں کہ وہ اپنے لئے آپ ہدایت تجویز کرے۔ کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے نفس کے متعلق آپ فیصلہ کرتا ہے۔ جو غلط ہوتا ہے۔ بخیل اپنے متعلق ایک فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ غلط ہوتا ہے ظالم اپنے متعلق ایک فیصلہ کرتا ہے اور وہ غلط ہوتا ہے۔ پس خواہ وہ اپنے متعلق خود ہی کوئی فیصلہ کر لیتے۔ پھر بھی وہ اپنے نفس کے اتنے خیرخواہ نہیں ہو سکتے تھے۔ جتنے ہم ان کے خیرخواہ ہیں۔ اسلئے باوجود اسکے کہ وہ انکار کرتے ہیں۔ مخالفتیں کرتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ مومنوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں پھر بھی ہم ان کو ہدایت دیتے چلے جاتے ہیں۔ ان لنا للاخرۃ والاولٰی۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کفار کو بتاتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تمہاری راہ میں وہ کونسی مشکلات ہیں۔ جن کی بنا پر تم سچائی کو قبول نہیں کرتے۔ تمہارے لئے سب سے بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ تم دنیا چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ مسلمان اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب بھی کوئی قومی اور ملی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ اپنے اموال کو بلا دریغ قربان کر دیتے ہیں۔ مگر تم اپنے اموال

کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہو۔ اسی لئے تم مسلمانوں کے متعلق کہتے ہو۔ کہ وہ پاگل ہیں۔ اور تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے اموال کو ضائع کر رہے ہیں۔ لیکن ہم تباہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم اپنے مال کو حفاظت سے رکھتے ہیں۔ فرماتا ہے یہ خیال ہے جو تمہارے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر تمہیں اس حقیقت کا علم نہیں کہ ہمارے پاس ہی آخرت ہے اور ہمارے پاس ہی دنیا ہے۔ تم دنیا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں دنیا بھی نہیں ملے گی۔ اور دین بھی تمہارے ہاتھ سے چلا جائے گا۔ کیونکہ دنیا بھی ہمارے پاس ہے۔ اور آخرت بھی ہمارے پاس ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ مسلمان دنیا کو چھوڑ رہے ہیں۔ مگر ہم انہیں آخرت بھی دیں گے۔ اور دنیا بھی دیں گے۔

فانذرتکم نارا تلظّٰی ۵ لا یصلٰھا الا الاشقی ۵ الذی کذّب و تولّٰی۔ پس یاد رکھو کہ میں نے تو تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ہوشیار کر دیا ہے اس میں سوائے کسی بڑے ہی بد بخت کے کوئی داخل نہ ہوگا۔ ایسا بد بخت جس نے حق کو جھٹلایا اور سچ سے منہ پھیر لیا۔

کذّب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ وہ صحیح اعتقاد نہیں رکھتا تھا۔ اور تولّٰی میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ وہ صحیح جذبات اور صحیح عمل سے کام نہیں لیتا تھا۔ پس چونکہ فکری، جذباتی، اور عملی تینوں خرابیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ اسلئے اس کا انجام اچھا نہ ہوا۔ کذّب کا لفظ اعتقادی خرابیوں کے لئے آیا ہے۔ اور تولّٰی کا لفظ جذبات اور اعمال کی خرابی پر دلالت کرتا ہے۔

و سیجنبھا الاتقی ۵ الذی یؤتی مالہ یتزکّٰی ۵ اور جو بڑا متقی ہوگا۔ وہ ضرور اس سے دور رکھا جائیگا ایسا متقی جو اپنا مال اس طرح خدا کی راہ میں دیتا ہے کہ اس سے تزکیہ حاصل کرے

و سیجنبھا الاتقی سے یہ مراد نہیں کہ صرف ایسا شخص ہی دوزخ کی آگ سے بچایا جائے گا۔ جو بہت متقی ہو معمولی درجہ کا مومن نہیں بچایا جائے گا۔ کیونکہ یہاں تقویٰ کا تقویٰ سے مقابلہ نہیں بلکہ تقویٰ اور کفر کا مقابلہ ہے۔ پس اس آیت کے یہ معنے نہیں کہ متقیوں میں سے زیادہ متقی بچایا جائے گا۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تم بھی اپنے متعلق کہتے ہو۔ کہ ہم میں تقویٰ پایا جاتا ہے۔ مومن بھی اپنے متعلق کہتے ہیں کہ ہم میں تقویٰ پایا جاتا ہے۔ اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ان کا تقویٰ صحیح ہے۔ لیکن

تمہارا یہ دعوےٰ صحیح نہیں۔ کہ تم میں تقوےٰ پایا جاتا ہے۔ گویا یہاں مومنوں کے تقوےٰ کا کفار کے خیالی تقوےٰ سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ معنے نہیں کہ سب سے اعلےٰ متقی تو بہشت میں جائے گا۔ اور ادنیٰ درجہ کے مومن اور متقی بہشت سے محروم رہیں گے یہاں مومنوں کے اتقاء کا آپس میں مقابلہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ کفار اور مسلمانوں کے تقویٰ کا باہم مقابلہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے۔ کہ اس وقت دو تقویٰ کے دعویدار ہیں کافر بھی کہتا ہے کہ میں متقی ہوں۔ اور مومن بھی کہتا ہے کہ میں متقی ہوں۔ ان میں سے جو اتقیٰ ہے۔ یعنی جس کا تقویٰ بھاری ہے۔ اور جس کے کاموں میں رضا الٰہی حاصل کرنے کی روح زیادہ پائی جاتی ہے وہی دوزخ کی آگ سے بچایا جائے گا۔ چنانچہ اگلی آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس کی تشریح بھی کر دی۔ کہ وہ اتقیٰ کون ہے۔

فرماتا ہے کہ اتقیٰ وہ ہے۔ جو اپنا مال اس نیت اور ارادہ سے دیتا ہے کہ میں پاک ہو جاؤں۔ یؤتی مالہ یتزکّٰی اَیْ حالَ کَوْنِہٖ یتزکّٰی کہ وہ اپنا مال دیتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ وہ پاک ہونا چاہتا ہے۔

وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزٰی ۵ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلٰی ۵ اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ اس عطا سے اس احسان کا بدلہ اتارا جاتا ہو۔ ہاں مگر اپنے عالیشان رب کی خوشنودی کا حاصل کرنا اس کا مقصود ہوتا ہے۔

پچھلی آیت میں فرمایا تھا۔ کہ وہ اپنا مال دیتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ وہ پاک ہونا چاہتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا دوسری بات اس میں یہ ہوتی ہے۔ کہ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزٰی کسی شخص کا اس پر کوئی احسان نہیں ہوتا۔ کسی کی نعمت میں سے کوئی نعمت اس کے پاس نہیں ہوتی۔ یعنی کسی کا سابق احسان اس پر نہیں ہوتا۔ جس کا وہ بدلہ دے رہا ہو۔

بلکہ بغیر اس کے کہ اس پر کسی کا سابق احسان ہو وہ اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کرتا یا بنی نوع انسان کی امداد کے لئے روپیہ صرف کرتا ہے۔ یہاں رب کی صفت اعلےٰ بیان فرمائی۔ جو رب سے بڑا ہے۔ اس سے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ بے شک انسانوں پر دوسرے انسانوں کے بھی احسان ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اصل محسن اللہ تعالےٰ ہے۔ اور رب سے زیادہ وہی مربی ہے اس

لئے مومن اسکی رضا کو سب دوسرے محسنوں کی رضا پر مقدم کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے کام کیا۔ تو چونکہ سب احسانوں کا منبع وہ ہے۔ اس لئے سارے ہی محسنوں کا بدلہ بھی اتر گیا

و لسوف یرضٰی ۵ اور وہ ضرور اس سے راضی ہو جائے گا

فرماتا ہے۔ جب ایک شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ اور اس کے مد نظر محض خدا تعالےٰ کی رضامندی ہوتی ہے۔ یہ غرض نہیں ہوتی کہ وہ کسی سابق احسان کا بدلہ اتار رہا ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ تو میری رضا کے لئے اس قدر جدو جہد کرے اور میں اس سے راضی نہ ہوں جب وہ خدا کی رضا کے لئے ایسا کر رہا ہے۔ تو یقیناً خدا بھی اس سے راضی ہو جائیگا۔

غرض اس سورۃ کا اختتام اللہ تعالےٰ نے اس بات پر فرمایا ہے۔ کہ مسلمان دنیا میں کامیاب ہوں گے۔ لیکن کفار باوجود اپنی شدید مخالفت کے کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ مسلمانوں کی محنت اور اس کی قربانیاں اور کفار کی سستی اور ان کا قربانیوں میں حصہ نہ لینا مسلمانوں کے اندر انفاقہ اور استغفاء دونوں قوتوں کا موجود ہونا اور کفار کے اندر انفاقہ کی قوت کا نہ ہونا اور استغفاء کی قوت سے کام نہ لینا ان دونوں کا ایک نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ کفار اور مسلمانوں کے کام بالکل الگ الگ ہیں۔ مسلمانوں کے کاموں سے خدا راضی ہو جائے گا لیکن کفار کے کاموں سے نہیں۔ یہاں گو الٹ نتیجہ اللہ تعالےٰ نے بیان نہیں کیا۔ مگر وہ نتیجہ خود بخود نکل آتا ہے کہ کفار کو ان کے کاموں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی رضا حاصل نہیں ہوگی۔ اور وہ اس کے غضب کا نشانہ بن کر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

خاکسار ناظر بیت المال عرض کرتا ہے۔ کہ ان آیات کی حقیقی عظمت تو تبھی منکشف ہوگی۔ جب اصل تفسیر کا مطالعہ کیا جائے۔ جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں درخواست کی گئی ہے لیکن چونکہ اوپر دیا ہوا خلاصہ اگرچہ نہایت ہی مختصر ہے۔ خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے کلمات طیبات میں ہی پیش کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کے مطالعہ سے ہر غور و فکر کرنے والے احمدی پر عیاں ہو جائے گا۔ کہ

اس کے اپنے لئے بھی۔ اس کی اولاد کے لئے بھی اس کے عزیز و اقرباء کے لئے بھی اور تمام جماعت کے لئے بھی یہ ضروری اور لازمی ہے۔ کہ اپنے کردار کو ان اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لئے پوری کوشش کریں۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرۂ امتیاز تھے اور ان سستیوں اور غفلتوں سے کنارہ کشی کریں۔ جن کے باعث ان کے مخالف صفحۂ ہستی سے مٹ گئے تھے۔

منہ کا اقرار کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک اس کے ساتھ عمل کی تصدیق شامل نہ ہو۔ بلکہ بسا اوقات محض زبانی دعوے جن کے پیچھے عمل صالح کی تائید اور قوت موجود نہ ہو۔ ایسی لاف زنی کرنے والوں کو زیادہ مشکلات میں پھنسا دیتے ہیں۔ بلکہ ان کے مومن اور پرہیزگار ساتھیوں کو بھی شدید مصائب کا شکار بنا دیتے ہیں۔ پس ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ خود بھی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دے۔ جو اس نے جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر بطیب خاطر قبول کی ہیں۔ اور اپنے کمزور بلکہ یہی کہوں گا۔ کہ بد قسمت ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ چلانے کے لئے پوری پوری جدوجہد کرے۔ جو ابھی تک اپنے قول اور عمل میں مطابقت پیدا نہیں کر سکے۔ اور اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ سے اس مقدس جماعت کی مضبوطی کا باعث بننے کی بجائے اس کی صفوں میں رخنہ اندازی کا باعث بنے ہیں۔

دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ ہمیں اپنی خوشنودی کے راستوں پر چلنے کی توفیق دے۔ اور خاتمہ بالخیر کرے۔

والسّلام

خادم۔ عبد الحق رامہ

ناظر بیت المال

صدر انجمن احمدیہ ربوہ ۲۳/۱۰/۵۵

جدید نفسیات

کیا قوتِ ارادی ہماری عمر میں اضافہ کر سکتی ہے؟

فکر اور تشویش میں ہمارا ذہنی ردّعمل کیا ہونا چاہیئے؟ ڈاکٹر ولیم لیب (امریکہ) کا نظریہ

(از مکرم عبد السلام صاحب اختر ایم اے (ربوہ))

حال ہی میں ڈاکٹر ولیم لیب ایم ڈی (نیویارک) نے جو برسوں تک مختلف قسم کے امراض کی تشخیص کا کام کرتے رہے ہیں۔ اپنے تجربات کو ایک نہایت دلچسپ اور نفسیاتی نقطۂ نظر سے ایک نہایت مفید کتاب کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ کتاب کا نام ہے "Out witting your Years" یعنی اپنی صحت اور دلچسپی کو اپنی عمر سے بھی بڑھ کر قائم رکھنا۔ فاضل ڈاکٹر اس کتاب کے صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں:۔

"میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اکثر بیماریاں ہماری ذہنی افتاد سے شروع ہوتی ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ ہماری ذہنی افتاد بہت سی بیماریوں کے لئے رستہ صاف کر دیتی ہے۔ ہوتا یہ ہے۔ کہ ہمارے ذہن میں ایک خیال یا کسی قسم کا فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ خیال بعض لوگوں کی طبیعتوں کی وجہ سے ان کے ذہن پر اس قدر چھا جاتا ہے۔ کہ بسا اوقات ان کو نیند میں بھی اسی خیال کی مختلف شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ انہیں Insomina (بے خوابی) کی شکایت ہو جاتی ہے۔ جب یہ شکایت حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ عام گھریلو طریقوں سے اس کا علاج نہیں کر سکتے۔ تو ڈاکٹروں کے پاس جا کر یا عام کیمسٹوں سے خواب آور دوائیاں لے کر وہ اپنے اوپر مصنوعی نیند طاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح ایک مرض سے نکل کر دوسری بیسیوں اعصابی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔"

واقعہ یہی ہے۔ کہ چونکہ ایک عام انسان کو اپنے افکار اور اپنے خیالات کو ایک معین راستے پر ڈھالنے کی مشق نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر وہ حادثہ جو اس کی نظر میں غیر معمولی ہوتا ہے۔ اس کو بے حد متاثر کرتا ہے۔ اکثر لوگ جن کا ذہن اور ارادہ کنٹرول اور تربیت کی حدود سے باہر ہوتا ہے۔ ایک معمولی سے واقعہ سے بھی اس قدر متاثر ہوتے ہیں۔ کہ اگر خوشی کی کیفیت ہو۔ تو اچھلنے کودنے لگ جاتے ہیں۔ اور اگر فکر اور پریشانی کی بات ہو۔ تو کھانا پینا سب کچھ بھول کر ایک نیم دیوانگی کی حالت اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں۔ کسی کی مخالفت کا جذبہ ابھر آئے۔ تو برسوں تک مقدمہ بازی جاری رکھتے ہیں۔ اور کسی کی حمایت میں آئیں۔ تو وہ چیزیں بھی قربان کر دیتے ہیں۔ جو کسی زمانے میں دوسروں کے لئے بھی مفید بن سکتی ہیں۔

دنیا میں کوئی واقعہ بھی عجوبہ نہیں

حالانکہ اگر ہم غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ جس زندگی اور جس ماحول میں ہم رہ رہے ہیں۔ اس میں کوئی واقعہ یا کوئی حادثہ بھی عجوبہ نہیں بے شک یہ قیاس کرنا کہ کوئی ستارہ ہم پر گر پڑے گا۔ یا سورج کل مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا۔ بظاہر خلاف قدرت چیزیں ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا ہم نے قدرت کے تمام قوانین کا احاطہ کر لیا ہے۔ کیا ہم نے ستاروں اور سورج چاند کے تمام اثرات جو وہ اس زمینی زندگی پر ڈالتے ہیں۔ ان پر قدرت حاصل کر لی ہے۔ اگر نہیں کی۔ تو پھر ہر واقعہ اور حادثہ جو اس کائنات میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ قطعی اور آخری نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی زنجیر کی کڑی ہو۔ یا وہ کسی اور بڑے واقعہ کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو۔ اور پھر یہاں سوال ارادے اور علم کا ہے۔ اگر کوئی شخص دریا کے کنارے پر رہتا ہے۔ اور اس کو علم ہے۔ کہ اس دریا میں طوفان آیا کرتا ہے۔ اور اس کو یہ بھی علم ہے۔ کہ وہ طوفان ہر چیز بہا کر لے جاتا ہے۔ تو پھر اس کا دریا کے کنارے پر ایک مکان تعمیر کرنا اور اس مکان میں ایسی قیمتی چیزیں رکھنا جن کے ضائع ہونے پر اسے افسوس ہو۔ اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنا ہے۔ یا وہ مکان نہ بنائے۔ یا وہ افسوس نہ کرے۔ ڈاکٹر لیب کہتے ہیں:۔

"جوانی ایک زمانے کا نام نہیں۔ ایک کیفیت کا نام ہے۔ ایک عقیدے کا نام ہے۔ اگر تمہارا ایمان اور عقیدہ زندہ ہے۔ تو تمہاری جوانی زندہ ہے۔ لیکن اگر تم شکوک اور توہمات میں ہو۔ اور خود اعتمادی کی جگہ کسی کا سہارا لینے کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو تمہاری جوانی چند بلبلے ہیں۔ جو آج بھی ختم اور کل بھی ختم۔" (صفحہ ۳۲)

دل کی لگن قوتِ ارادی کو مضبوط کرتی ہے

تقریباً تمام نفسیات کے ماہر یہ اصول تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ارادہ کسی مقصد کو پانے کی کوشش کا نام ہے۔ اگر کسی شخص کے عمل میں کوئی مقصد نہیں۔ تو اس کی کوشش بے روح ہے۔ اس کا عمل گاڑی کے اس کٹے ہوئے ڈبے کی طرح ہے۔ جو انجن کے ایک دھکے سے کچھ دور تک لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ وہ حرکت کر رہا ہے۔ لیکن در اصل اس کی حرکت اس کے اپنے ارادے کی برکت نہیں۔ بلکہ کسی سہارے کی برکت ہے۔ جب اس سہارے کا زور ختم ہو جائے گا۔ اس ڈبے کی حرکت بھی ختم ہو جائیگی۔ لیکن اس کے برعکس ایک تھکی ہوئی ماں ہے۔ جس کا بچہ پتھروں اور کنکروں سے پرے ایک میدان میں پڑا ہے۔ وہ عورت تھکان پتھروں اور کنکروں وغیرہ کی قطعاً پروا نہیں کرے گی۔ ہاں بچے کے پاس پہنچ کر جب وہ اطمینان کا سانس لے گی۔ تب اس کو احساس ہوگا۔ کہ وہ کتنے خطرناک راستے سے آئی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کا ہے۔ اگر ہم نے اپنی زندگی کا کوئی مقصد متعین کر لیا ہے۔ تو سمجھئے مضبوطیٔ ارادہ کی بنیاد ہموار ہو گئی ہے۔ اب قدرت اس ارادے کا اکثر امتحان لے گی۔ بعض اوقات یہ امتحان یا آزمائش متواتر ہوں گی۔ بعض اوقات وقفے کے بعد ہوں گی۔ لیکن جتنا جتنا کوئی ان آزمائشوں میں پورا اترے گا۔ اتنی اتنی ہی اس کو اپنے "مقصد کی خوشی" حاصل ہوتی جائے گی۔

بیماریوں کی صورت میں ہماری قوتِ ارادی

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ قدرتی بیماریوں کی صورت میں تو انسان مجبور ہوتا ہے۔ وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں وہ اپنے ارادے پر خواہ وہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ بے شک یہ درست ہے۔ لیکن نفسیاتی طور پر اگر ہم تجزیہ کریں۔ تو یہی معلوم ہوگا۔ کہ بیماری کو دور کرنے میں اگر نصف کوشش ڈاکٹر کی ہوتی ہے۔ تو نصف کوشش خود مریض کی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر لیب کہتے ہیں:۔

"میرے مریضوں میں سے ایک شخص تھا۔ جس کو ہمیشہ اپنے بلڈ پریشر (Blood Pressure) کے متعلق کچھ شبہ رہا کرتا تھا۔ میں اکثر اوقات اس کا بلڈ پریشر ٹسٹ کرتا۔ اور وہ ہمیشہ نارمل ہوتا۔ مگر ایک دن وہ میرے پاس گھبرایا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ انشورنس کمپنی کے ڈاکٹر نے میرا بیمہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ اس نے کہا ہے۔ کہ میرا بلڈ پریشر بہت زیادہ ہے۔ میں نے اسی وقت اس کا بلڈ پریشر ٹسٹ کیا۔ وہ واقعی نارمل سے بہت زیادہ تھا۔ میں نے اس کو اپنے پاس بٹھایا۔ دوسرے مریضوں کو رخصت کر دیا۔ اور اس کے ساتھ باتیں کرنی شروع کیں۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ کیا آپ کو بھنی ہوئی مچھلی پسند ہے؟ چلو شکار کو چلو گے؟ پھر میں نے اپنے شکار کے قصے سنانے شروع کر دیئے۔ حتی کہ کچھ عرصے کے بعد میں نے دوبارہ اس کے خون کو ٹسٹ کیا۔ اور ہم حیران رہ گئے۔ کہ اس وقت بلڈ کی کیفیت بالکل نارمل تھی۔" صفحہ ۲۰۵

صرف اسی ایک کیفیت سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا ارادہ بیماری کے علاج کے ساتھ کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے۔

انتہائی ذمہ داری حتی الوسع مت اٹھائیں

جس طرح ہر چیز کی ایک طبعی حد ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارے عزم و ارادے کی بھی ایک قدرتی حد ہوتی ہے۔ اگر ہم ایک انتہائی صحت مند شخص کو کہیں کہ وہ دس من وزن اٹھا کر دس گز تک چلے۔ تو خواہ اسکی قوتِ ارادہ چٹان جیسی کیوں نہ ہو۔ وہ یہ کام نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح نفسیاتی طور پر ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کا مقصد متعین کرتے وقت یہ سوچ لیں۔ کہ آیا ہم اپنی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اس کام کو کر بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔ اگر ہماری خود اعتمادی ہمیں اس امر کی اجازت دے۔ تو پھر اس کام کو شروع کیا جائے۔ مگر واضح رہے۔ کہ کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی اس میں ناکامیوں اور ایک حد تک ممکن شکستوں کی گنجائش رکھ لی جائے۔ اس کے دو فوائد ہوں گے۔ ایک یہ کہ عارضی شکست ہمارے حوصلے پست نہیں کریگی۔ اور دوم ہمیں اپنی خامیوں اور خوبیوں کا بتدریج احساس ہوتا رہے گا۔ اور ان کی اصلاح بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے گی۔ اس کے علاوہ سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ شگفتہ مزاجی خواہ فتح ہو یا شکست ہماری عمر کی بقا کے لئے اور قوتِ حیات کو قائم رکھنے کے لئے بیحد ضروری ہے۔ بقول ڈاکٹر لیب مزاج کی شگفتگی شکست کے احساس کو بھی فتح میں تبدیل کر دیتی ہے۔ کسی نے کہا ہے۔ ؎

گردشِ وقت کو ہم روز ہی میخانے میں
ایک محبوب کی رفتار بنا دیتے ہیں

(باقی)

درخواستہائے دعاء

(۱) برادرم میاں شریف احمد صاحب اشرف نے تھرڈ ایر لسٹر میڈیکل کالج ملتان کا (پرائیویٹ طور پر) امتحان دیا ہے! احباب کرام کی خدمت میں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار میاں غلام احمد لائل پور۔

(۲) مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن مانگٹ اونچے پانچ چھ روز سے بیمار ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں ان کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد شریف کاپی رائٹر الفضل)

تاجروں اور صناعوں کیلئے مرکز میں کام کرنیکا نادر موقعہ

ربوہ میں صنعتوں وغیرہ کے متعلق پہلے یہ طریق تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کوشش کرتی تھی کہ صنعتوں میں اپنا حصّہ رکھے لیکن اب اگر مخلص احمدی صناع یہاں کوئی صنعت شروع کرنا چاہیں تو ان کو اس کی اجازت دی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ اپنی صنعت میں نیک آدمی بطور لیبر لگائیں جو اچھے شہری ہوں۔

اس سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ مناسب سہولتیں بھی بہم پہنچائے گی۔ مثلاً کارخانہ کی عمارت وغیرہ کے لئے زمین ربوہ کی قیمتوں کے لحاظ سے نسبتاً سستے داموں دے گی۔

خواہشمند احباب جلد درخواستیں بھجوائیں۔ بلکہ مخلص احباب کا فرض ہے کہ وہ اس طرف فوری توجہ کریں تاکہ ربوہ کی آبادی کی صورت پیدا ہو خصوصاً کپڑا بننے والے لوگ اور مستری جو لیتھوں (Lathes) وغیرہ کا کام کرتے ہیں جلد توجہ کریں۔ یہ ثواب کا ثواب ہے اور فائدہ کا فائدہ۔ قادیان میں جن لوگوں نے کارخانے جاری کئے تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے انہوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا تھا۔

(قائمقام ناظر امور عامہ ربوہ)

نقشہ ربوہ

از حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ

نظارت ہذا نے پوری احتیاط کے ساتھ ربوہ کا بڑے سائز کا نقشہ شائع کرایا ہے جس میں سڑکوں۔ گلیوں، محلہ جات و دیگر مشہور پبلک مقامات کو ظاہر کیا گیا ہے اس نقشہ کے شائع کرانے کی ایک بڑی غرض یہ بھی ہے کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے دوست اس نقشہ کی مدد سے اپنی جائے رہائش تک بآسانی پہنچ سکیں۔ اس سلسلہ میں اس نقشے سے وہ دوست زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے جو جلسہ سالانہ سے پہلے منگوا کر اس کا مطالعہ کریں گے — نقشہ محدود تعداد میں چھپوایا گیا ہے ضرورت مند احباب کو چاہیئے کہ جلسہ سے پہلے منگوالیں۔ افراد، دکاندار اور جماعتیں جن کا آرڈر ۲۵ یا اس سے زائد ہو ۳ر فی نقشہ کے حساب سے نظارت ہذا سے حاصل کریں۔ ایک آنہ کے پوسٹیج میں تین نقشے بھیجے جا سکتے ہیں۔ ڈاک خرچ قیمت کے علاوہ ہوگا۔ تھوڑے نقشوں کی ضرورت میں قیمت بذریعہ ٹکٹ بھجوائی جا سکتی ہے۔ ٹکٹ ایک آنہ والا ہو۔

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع سردست ملتوی ہوچکا ہے

حضرت نائب صدر صاحب محترم مرکزیہ مجلس انصار اللہ نے سیلابوں کی وجہ سے سردست انصار کا سالانہ اجتماع جو ۲۸-۲۹ اکتوبر کو ہونے والا تھا ملتوی فرما دیا ہوا ہے۔ ۱۹-۲۲ اکتوبر ۵۵ء کے اخبار الفضل میں پہلے بھی اعلان ہوچکے ہوئے ہیں۔ اب پھر بذریعہ اس اعلان کے اطلاع دی جاتی ہے کہ انصار کا ہونے والا اجتماع فی الحال ملتوی ہوچکا ہے۔ آئندہ جب اجتماع کے لئے تاریخیں معین ہوں گی اعلان کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ

جیسا کہ حضرت نائب صدر صاحب محترم نے تاکید فرمائی ہے کہ جذبہ ہمدردی کے ماتحت انصار بھی سیلاب زدگان کی ہر ممکن امداد اور ان کی تکالیف کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور تمام مجالس انصار ہر قسم کی قربانی کرتے ہوئے ہمدردی خلق کا قابل رشک نمونہ پیش کریں گے۔

زعماء صاحبان انصار کو چاہیئے کہ سیلاب زدگان کی امداد کے لئے جو کوشش کی جائے اس کے متعلق دفتر مرکزیہ انصار اللہ کو رپورٹ بھجواتے رہیں۔

قائد انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ کا ارشاد

"سلسلہ کے اخبارات میں سب سے اوّل الفضل کا مقام ہے اور یہی حقیقت ہے۔ الفضل ایک روزنامہ ہے جس کے ذریعہ سے احباب کو ہر روز سلسلہ کی خبریں پہنچتی ہیں اور احباب کا تعلق سلسلہ سے روز بروز مضبوط تر ہوتا جاتا ہے"

حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اخبار الفضل کی اشاعت کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیجئے اور اپنے تعلق کو سلسلہ سے مضبوط کیجئے!

(قائمقام مینیجر الفضل ربوہ)

جامعہ نصرت میں ایک تقریب

حضور پُرنور کی لنڈن سے بخیریت تشریف آوری کی تقریب سعید میں خاندان حضرت مسیح موعود کے اعزاز میں بتاریخ ۲۰ اکتوبر بوقت ۴ بجے شام جامعہ نصرت میں عصرانہ دیا گیا۔ چنیوٹ سے بھی چند ایک غیر احمدی معزز خواتین نے شرکت کی۔ اس تقریب کی ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں محترمہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بنفسِ نفیس شرکت فرما کر ہمیں ممنون کیا۔ حاضرات کی تفریح طبع کے لئے ایک مختصر پروگرام پیش کیا گیا جس سے معزز مہمان بہت لطف اندوز ہوئے اس پروگرام کے دو تین حصّے بہت پسند کئے گئے۔ خصوصاً پاک و ہند کی تاریخ جو مختلف مناظر میں پیش کی گئی تھی۔

پروگرام کے اختتام پر محترمہ ام متین صاحبہ (ڈائرکٹرس جامعہ نصرت) کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا جس کے جواب میں انہوں نے حاضرین کو کالج کے قیام کی غرض و غایت بتلائی۔ کالج کی روز افزوں ترقی اور طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد پر جو اب تقریباً ۸۰ تک پہنچ چکی ہے اظہار مسرت فرمایا۔ نیز طالبات کو اپنے قیمتی نصائح سے مستفید کیا۔

(نامہ نگار)

ضلع گوجرانوالہ کے عہدہ داروں کے لئے اعلان

تربیتی پروگرام کی رپورٹیں جلد سے جلد بھجوائیں

۷/۹/۵۵ سے ۷/۱۰/۵۵ تک تربیتی پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ اور مبلغین کرام اور تمام نمائندگان کو جو شریک اجلاس تھے اس پروگرام سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور اس کے بعد مفصل پروگرام الفضل میں بھی شائع کروایا گیا تھا۔ اب جبکہ ۷/۱۰/۵۵ تاریخ گذر چکی ہے تمام پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین سلسلہ ضلع گوجرانوالہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جماعت میں جس قدر تربیتی کام اس عرصہ دو ماہ میں ہوا ہے۔ اس کی مفصل رپورٹ جلد از جلد مجھے بھجوادیں تاکہ رپورٹ مرتب کر کے مرکز کو اطلاع دی جا سکے۔ (میر محمد بخش امیر جماعتہائے ضلع گوجرانوالہ)

اعلان برائے توجہ لجنات اماء اللہ

I پچھلے سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ بجائے جلسہ سالانہ کے اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر منعقد ہوا کرے گی۔ لیکن چونکہ حالیہ سیلابوں کی وجہ سے راستے بھی بند ہیں اور خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی صحیح تاریخ بھی معین نہیں ہوئی۔ اس لئے اس سال بھی لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہی منعقد ہوگی۔

II جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ لجنات میں سے جس بہن نے کام کے لئے نام لکھوانا ہو تو براہ مہربانی اپنے نام سے اطلاع دیں۔ نام کے ساتھ عمر لکھیں اور یہ بھی لکھیں کہ جلسہ گاہ میں کام کرنا چاہتی ہیں یا کھانا کھلانے کے کام میں۔ پچھلے سالوں میں کہیں کام کیا تھا؟

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

درخواست دعا:— میرے بھائی چودھری محمد شریف صاحب ایک فوجداری مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں باعزت بری فرمائے۔ اور ہر حال میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

محمد نذیر گھسیٹ پورہ ضلع لائلپور

مغربی پاکستان کے سیلاب زدہ علاقوں میں مجالس خدام الاحمدیہ کی امدادی سرگرمیاں

خدام کی طرف سے ریلیف کا کام پوری سرگرمی کے ساتھ جاری ہے

مغربی پاکستان کے سیلاب زدہ علاقوں میں مجالس خدام الاحمدیہ کی امدادی سرگرمیاں پوری سرگرمی کے ساتھ جاری ہیں۔ ضلع سیالکوٹ اور لاہور کے سیلاب زدگان میں خدام جو قابل تحسین کام کر رہے ہیں۔ اس کی مختصر رپورٹ جو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی وساطت سے موصول ہوئی ہے درج ذیل ہے:۔

سیالکوٹ ۲۱ اکتوبر

آج چودھری نذیر احمد صاحب باجوہ پریذیڈنٹ احمدیہ ریلیف کمیٹی تحصیل شکر گڑھ کے ان علاقوں کا دورہ کرنے گئے جو اس ضلع میں نقصان کے لحاظ سے سب سے زیادہ بدتر علاقے تھے اور عین دریا کے راوی کے کنارے پر واقع تھے تاکہ اس جگہ کے لوگوں کو ریلیف دینے کے کام کا جائزہ لیا جائے چنانچہ چودھری صاحب نے واپس آکر نہایت ہی قیمتی معلومات پر مشتمل ایک رپورٹ مرتب کی جس کی ایک کاپی مقامی حکام کو دی گئی۔ ریلیف کمیٹی نے اس کی روشنی میں فیصلہ کیا ہے کہ کوٹ نیناں سیکٹر اور نورکوٹ سیکٹر میں دو ہزار کپڑے، رنگ رنگ کے سامان اور پارچات فوری بھجوائے جائیں۔ کوٹ نیناں سیکٹر کے گاؤں حاجی پور گوجراں میں اسی آدمی پانی کی نذر ہو گئے تھے۔ چار دن لگاتار لوگ بھوکے رہے اور جو خاندانوں کے افراد ان کی آنکھوں کے سامنے پانی میں بہہ گئے ان کی داستانیں بے حد دردناک ہیں۔

گدیاں سنٹر میں جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ خود گئے ہوئے ہیں۔ اور وہاں انہوں نے مقامی امراء کی مدد سے بڑی مقدار میں غلہ اور کپڑے جمع کئے ہیں۔ ان کو تقسیم کرنے کے لئے مستحقین کی فہرستیں بنائی جا رہی ہیں۔ نارووال۔ ڈیرہ والہ سنٹر میں بابو محمد اقبال صاحب اس وقت پیدل ۱۵ میل سیلاب سے متاثرہ دیہات کا دورہ کر چکے ہیں اور ان میں دوائیاں اور دیگر ریلیف کا کام سرگرمی سے جاری ہے۔ اس سنٹر میں متعین خدام باوجود راستوں کی مشکلات کے بڑی ہمت سے لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان میں دوائیاں اور راشن تقسیم کر رہے ہیں

سیالکوٹ ۲۲ اکتوبر

مورخہ ۲۲-۱۰-۵۵ کو مکرم آنریبل وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان ڈاکٹر خان صاحب۔ مکرم سردار عبدالحمید صاحب دستی کی معیت میں تشریف لائے محترم وزیر اعلیٰ نے جس علاقہ کا دورہ کرنا تھا اس علاقہ کا کام چونکہ ختم ہو چکا تھا اور وہاں کا ریلیف سنٹر بند کر دیا تھا۔ کمیٹی ہذا کی طرف سے مکرم عبدالرحمٰن صاحب بٹ نائب قائد نے ایک خط احمدیہ ریلیف کمیٹی کی طرف سے آنریبل وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیا جو کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور سردار عبدالحمید صاحب دستی نے بھی پڑھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے جماعت کے ریلیف کے کام کی آنریبل وزیر اعلیٰ سے تعریف کی

۲۰-۱۰-۵۵ کو چودھری نذیر احمد صاحب باجوہ نے تحصیل شکر گڑھ کا سروے کیا اور سیالکوٹ سے ۱۰۰ میل دور جا کر انہوں نے سیلاب زدہ لوگوں کے جان و مال کے نقصان کا اندازہ کیا اور اس کی مفصل رپورٹ اخبارات کو دی۔ کمیٹی ہذا ۲۲-۱۰-۵۵ کو ایک ٹرک پارچات کا سیلاب زدگان میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوا رہی ہے۔

مکرم بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ نے بدوملہی کے علاقہ میں دورہ کر کے ریلیف کے کام کو منظم کیا۔ وہاں گندم اور ادویہ تقسیم کرنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ ۲۲ اکتوبر کو آنریبل وزیر اعلیٰ کی خدمت میں جو خط پیش کیا گیا اس کی نقل درج ذیل ہے:۔

احمدیہ ریلیف کمیٹی سیالکوٹ

۲۱-۱۰-۵۵ احمدیہ ریلیف کمیٹی ضلع سیالکوٹ آپ کی تشریف آوری پر دل سے خوش آمدید کہتی ہے۔ اور یقین رکھتی ہے۔ کہ آپ کی آمد سے سیلاب زدگان کی تکلیف اور مشکلات کا صحیح معنوں میں علاج ہو سکے گا۔ اس ضلع میں جو تباہی ہوئی ہے۔ اور جس طرح جانی اور مالی نقصان پہنچا ہے۔ اس کی داستان بڑی دردناک ہے۔ شکر گڑھ اور بدوملہی کے علاقہ میں تو تباہی کا منظر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بندگانِ خدا، مکانوں اور سامان کی بربادی اپنے اندر عبرت کا پورا سبق لئے ہوئے۔ بہت ایک ہفتہ لوگ بے یار و مددگار پڑے رہے۔ کیونکہ ان کے پاس پہنچنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا۔ پھر بھی یہ چیز بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے۔ کہ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے راستوں کی مشکلات کے باوجود گھرے ہوئے لوگوں کو امداد دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ باوجود اس کے ریل۔ تار۔ ٹیلیفون ہر ایک چیز کا انتظام درہم برہم ہو چکا تھا پھر بھی اس مرد خدا نے نہایت منظم طور پر سیکٹروں کے ذریعہ لوگوں کی جان و مال بچانے کی کوشش کی۔

اس موقعہ پر احمدیہ ریلیف کمیٹی اور دیگر سیاسی اور سماجی جماعتیں بھی اپنی اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ مگر تباہی اور بربادی اس قدر زیادہ ہوئی۔ کہ اس کا ازالہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جس وقت تک آپ کی خاص توجہ اس ضلع کی طرف نہ ہوگی۔ احمدیہ ریلیف کمیٹی نے سیلاب زدہ علاقوں کا سروے کرایا ہے۔ آپ یقین جانیے۔ کہ اس وقت جو نقصانات کا عام اندازہ لگایا جاتا ہے۔ حقیقی نقصان اس سے بہت زیادہ ہے۔

پس ہم آپ سے ایک بار پھر درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اس ضلع کے مصیبت زدگان کی طرف اپنی پہلی فرصت میں توجہ فرما کر ضلع کے لوگوں کو شکریہ کا موقعہ عطا کریں۔

آپ کی دلچسپی کیلئے احمدیہ ریلیف کمیٹی کی کارگذاری کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نیک ارادوں میں برکت ڈالے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے۔

(سیکرٹری احمدیہ ریلیف کمیٹی)

مجلس خدام الاحمدیہ اوکاڑہ

خدام الاحمدیہ اوکاڑہ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں جو تازہ رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۸-۱۰-۵۵ آج بھی ریلیف کا کام جاری رہا۔ اب لوگ جوں جوں پانی اتر رہا ہے۔ اپنے اپنے گھروں میں آباد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج ہمارے خدام نے چک ۳۳/۲ ایل، ۳۴/۲ ایل، ۳۵/۲ ایل میں جا کر کام کیا۔ وہاں کے لوگوں کو بھی امداد بہم پہنچائی گئی۔ جن کی تعداد ۳۰۰ تک تھی نیز مریضوں میں چاول اور دال بھی تقسیم کی گئی۔

۱۹-۱۰-۵۵۔ آج بھی ریلیف کا کام جاری رہا۔ آج ۵۴ مریضوں کو طبی امداد بہم پہنچائی گئی اور دودھ اور چاول، دال وغیرہ تقسیم کئے گئے

اوکاڑہ سے دیپال پور جانے والی سڑک پر بیرٹیوں کے پل کی تیاری میں خدام نے امداد کی۔

مجلس خدام الاحمدیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں آمدہ رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

ہمارے ہاں مورخہ ۳-۱۰-۵۵ بروز سوموار کو بارش شروع ہوئی۔ اور مورخہ ۵-۱۰-۵۵ تک لگاتار بہت زور کی بارش ہوئی۔ اور اس سے سیلاب کے آثار نمودار ہوئے۔ خدام نے نشیبی علاقوں کا دورہ کیا۔ بدوملہی کی کئی آبادیاں ایک دوسرے سے کٹ چکی تھیں، اور آپس میں آمد و رفت بند ہو چکی تھی، خدام نے نشیبی علاقوں کے لوگوں کو نکال کر محفوظ جگہ پر معہ سامان اور اہل دمیال کے منتقل کیا۔ اسی طرح خدام نے بعض دکانداروں کی دکانوں سے سودے وغیرہ بھی نشیبی علاقوں سے نکال کر اونچی جگہوں پر پہنچائے۔ گویا ہر وہ کی آبادی اور شہر کی آبادی کے درمیان بارہ فٹ گہرا اور تیز پانی چل رہا تھا، اس علاقہ سے بھی لوگوں کو نکال کر شہر کی اونچی جگہوں میں پہنچایا گیا۔ ان کی تعداد پچاس سے زائد تھی۔ اس کام کے لئے ایک کشتی بیس شہتیروں کی بنائی گئی۔ مسجد احمدیہ بدوملہی میں پانصد افراد کو معہ اہل و عیال کے اِدھر اُدھر کے علاقوں سے نکال کر پناہ دی گئی۔ جن کی رہائش اور خوراک کا بندوبست بھی کیا گیا۔ نیز خدام سیلاب اور بارش سے تباہ شدہ مکانوں کا ملبہ ہٹا کر ان کی مرمت کرنے میں امداد دے رہے ہیں۔ دو مکانوں کی بنیادیں اب اٹھا دی گئی ہیں۔

سیکرٹریان مال متوجہ ہوں

کارڈ نقشہ ادائیگی برائے ریکارڈ حصہ آمد چھپ چکے ہیں جس قدر کارڈ نقشہ ادائیگی آپ کی جماعت کے حصہ آمد کے موصیوں کے لئے درکار ہوں اُس کے مطابق مذکورہ بالا کارڈ منگوا لیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

(بقیہ صفحہ ۱)

وفات کے دن تک آپ نہایت جانفشانی کے ساتھ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ وفات کے دن بھی رسالہ کا کام کرتے رہے اور مناسب ہدایات دیتے رہے۔ اسی شبانہ روز محنت کا نتیجہ تھا کہ رسالہ کا معیار اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بلند ہوگیا۔ چنانچہ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور ایدہ اللہ نے بھی اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یورپ اور امریکہ کے متعدد نامور مستشرقین نے رسالہ کی تعریف کی ہے۔

محترم صوفی صاحب کی طبیعت پہلے تو اکثر ناساز رہتی تھی۔ لیکن وفات سے چند دن قبل نقاہت بڑھ گئی تھی۔ اور قدرے حرارت بھی ہو جاتی تھی۔ کل صبح آپ کی طبیعت قدرے بہتر محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ رسالہ کا کام بھی کرتے رہے بعد دوپہر نقاہت زیادہ ہوگئی۔ اور یکدم حرکت قلب بند ہو جانے سے بعمر ۵۵ سال وفات واقع ہوگئی۔

آپ نے پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ابھی کمسن ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ (جو محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی پوتی۔ اور مکرم حافظ ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب آف بورنیو کی صاحبزادی ہیں) بھی بڑے اخلاص کے ساتھ خدمات دین میں آپ کا ہاتھ بٹاتی رہی ہیں۔ چنانچہ امریکہ کی احمدی خواتین کی تربیت و تنظیم میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اور ان کے بچوں کا خود حافظ و ناصر ہو۔ ان کو اپنے خاص فضلوں اور برکتوں کا مورد بنائے اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور محترم صوفی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔ تجہیز و تدفین کے کوائف انشاء اللہ کل دیئے جائیں گے

۴ گیارہ روز تک متواتر جاری رہا۔ مکرم ملک صاحب کی خواہش کے مطابق پانی میں گھرے ہوئے گھرانوں کو بھی مختلف ذرائع سے روزانہ کھانا پہنچایا گیا۔ اور چھوٹے بچوں۔ بوڑھوں کے لئے کچھ دیگر قسم کا سامان خورد و نوش بھی تقسیم ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ملک صاحب کو جزائے خیر دے

خاکسار محمد صادق فاروقی۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ قصور شہر

بقیہ صفحہ ۱ :- قصور میں سیلاب کی تباہ کاریاں

اور کہیں کہیں کوئی مسجد یا پکے کچے مکان کھڑے رہے ہیں۔ کہ یعلی بھی بستیاں تھیں۔ خانماں لوگوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہ تھی۔

اس وقت قصور شہر پناہ گزینوں کا مرکز تھا۔ الحمد للہ۔ کہ اہلیان قصور نے اپنے ان تباہ شدہ بھائیوں کی کما حقہ امداد کی مکرم ملک عزیز احمد صاحب ملک دوحہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے کوٹ غلام محمد خان میں خاکسار کی زیر نگرانی ان خانماں بربادوں کے لئے ایک لنگر کا انتظام کر رکھا تھا جہاں صبح شام کھانا مفت دیا جاتا تھا۔ اور ہزار ہزار آدمی روزانہ کھانا کھاتے یہ لنگر ۴

سیلاب زدگان کی امداد کیلئے احمدی ڈاکٹر فوری طور پر اپنی خدمات وقف کریں!

"مغربی پاکستان کے سیلاب زدہ علاقہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے جہاں کپڑوں اور خوراک کی ضرورت ہے، وہاں انہیں طبّی امداد کی بھی فوری ضرورت ہے کیونکہ سیلاب زدہ علاقوں میں کثرت سے وبائی امراض کے پھوٹنے کا احتمال ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں خواہش فرمائی ہے کہ سیلاب زدگان کی طبّی امداد کیلئے احمدی ڈاکٹر صاحبان فوری طور پر کم از کم دس روز (۱۰) کیلئے اپنی خدمات وقف کریں۔ لہذا تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہاں کے ڈاکٹر صاحبان کو حضور کی اس خواہش کی تعمیل کے لئے تحریک فرمائیں اور انہیں اس خدمت کے لئے تیار کرکے بذریعہ تار دفتر مرکزیہ میں اطلاع دیں تاکہ انہیں متأثرہ علاقوں میں بھجوایا جا سکے امید ہے کہ احمدی ڈاکٹر صاحبان زیادہ سے زیادہ تعداد میں خدمت خلق کے لئے وقف کرکے عند اللہ ماجور ہوں گے"

(نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا:- میرے والد محترم ربوہ میں عرصہ سے بیمار ہیں۔ اب بالکل حالت خراب ہے۔ آج تو بات بھی نہیں کر سکتے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ (سید تنویر احمد منور خود ھا[illegible])

ولادت

برادرم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر تعلیم و تربیت کو اللہ تعالیٰ نے ۲۶/۱۰/۵۵ بروز بدھ پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو کہ محترم جناب خانصاحب مولوی فرزند علی خانصاحب سابق ناظر بیت المال کا پوتا اور جناب مرزا عبدالمجید خانصاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی پشاور کا نواسہ ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نام باسط احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ نومولود کی درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں: نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور خادم دین بنائے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ضروری اعلان

مکرم جناب حافظ عبدالسمیع صاحب امروہی اور ان کے لڑکے مولوی بشارت احمد صاحب امروہی جہاں کہیں ہوں۔ وہ ربوہ تشریف لاکر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کریں۔ جس دوست کو ان کا علم ہو وہ یہ اعلان پڑھ کر ان کو اطلاع کردیں۔ اور اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو ربوہ تشریف لے آئیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)